لاہور
ہفت روزہ

ندائے خلافت

33

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

11 تا 17 صفر المظفر 1445ھ / 29 اگست تا 4 ستمبر 2023ء

دینی ہیئتِ اجتماعیہ کے خلاف
شیطان کے ہتھکنڈے

دینی مقاصد اور بالخصوص اقامت دین کے لیے جو بھی ہیئت اجتماعیہ وجود میں آتی ہے وہ یقیناً شیطان کی دشمنی کے لیے اور اسے للکارنے کے لیے ہی وجود میں آتی ہے' لہٰذا شیطان کے حملے کا سب سے بڑا نشانہ اور ہدف بھی وہ اجتماعیت ہی بنتی ہے۔ اس پہلو سے غور کیا جائے تو شیطان کے حملہ آور ہونے کے مختلف راستے ہیں۔

اوّلاً اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس ہیئتِ اجتماعیہ میں شریک ہر فرد کے دل میں وسوسہ اندازی کرے اور اس کے نفسانی داعیات اور محرکات کو مشتعل کرے۔ یہ کوشش تو شیطان ہر فردِ نوعِ بشر کے لیے کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے اشخاص کے لیے جو کسی ایسی اجتماعیت میں شریک ہوں جو شیطان کو للکارنے کے لیے وجود میں آئی ہو' اُس کی یہ کوششیں دو چند ہو جاتی ہیں۔

پھر اس سے آگے بڑھ کر وہ ان لوگوں کے باہمی رشتے کو کمزور کرنے' ان کی جمعیت میں رخنے ڈالنے' ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں کدورت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے' تاکہ یہ بنیانِ مرصوص نہ بن سکیں' ان کے مابین ایک دوسرے کے خلاف غلط فہمیاں پیدا ہوں اور ایک دوسرے سے بغض اور عداوت پیدا ہو جائے۔

تیسری کوشش اس کی خاص طور پر یہ ہوتی ہے کہ اس اجتماعیت کے نظم کو بگاڑے اور اس نظم میں امیر اور مامورین کے مابین جو ربط و تعلق ہے' اسے خراب کرے۔ اصل میں تو امیر اور مامورین کے مابین یہ تعلق ہی ہے جو کسی نظم کے موثر ہونے میں سب سے زیادہ مفید ہے اور یہی چیز فیصلہ کن بھی ہے۔ شیطان کا تیسرا حملہ اس تعلق کو کمزور کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ (ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

اس شمارے میں

سانحاتِ جڑانوالہ

امیر سے ملاقات (18)

بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام مہم

اسلامی نظام کی نظریاتی اساس (6)

سانحہ جڑانوالہ کی اصل کہانی

The Movements for "Islamic Renaissance"....

ملکۂ سبا کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے قیمتی تحائف

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ
1049

سُورۃُ النَّمل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 35 تا 37

وَ اِنِّیۡ مُرۡسِلَۃٌ اِلَیۡہِمۡ بِہَدِیَّۃٍ فَنٰظِرَۃٌۢ بِمَ یَرۡجِعُ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَیۡمٰنَ قَالَ
اَتُمِدُّوۡنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰہُ خَیۡرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىکُمۡ ۚ بَلۡ اَنۡتُمۡ بِہَدِیَّتِکُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ ﴿۳۶﴾ اِرۡجِعۡ
اِلَیۡہِمۡ فَلَنَاۡتِیَنَّہُمۡ بِجُنُوۡدٍ لَّا قِبَلَ لَہُمۡ بِہَا وَ لَنُخۡرِجَنَّہُمۡ مِّنۡہَاۤ اَذِلَّۃً وَّ ہُمۡ صٰغِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾

آیت: ۳۵ ﴿وَاِنِّیۡ مُرۡسِلَۃٌ اِلَیۡہِمۡ بِہَدِیَّۃٍ فَنٰظِرَۃٌۢ بِمَ یَرۡجِعُ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۳۵﴾﴾ ”تو میں اُن کی طرف اپنے ایلچی کچھ تحائف کے ساتھ بھیجتی ہوں‘ پھر دیکھتی ہوں کہ وہ کیا جواب لے کر واپس آتے ہیں۔“

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں قیمتی تحائف بھیج کر وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ آیا دنیوی مال و دولت کا حصول ہی ان کا مقصد و مدعا ہے یا اس سے آگے بڑھ کر وہ کچھ اور چاہتے ہیں۔

آیت: ۳۶ ﴿فَلَمَّا جَآءَ سُلَیۡمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوۡنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِیَ اللّٰہُ خَیۡرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىکُمۡ ۚ﴾ ”تو جب وہ (وفد) آیا سلیمانؑ کے پاس‘ اُس نے کہا کہ کیا تم میری اعانت کرنا چاہتے ہو مال و دولت سے؟ تو جو کچھ مجھے اللہ نے دے رکھا ہے وہ کہیں بہتر ہے اُس سے جو اُس نے تمہیں دیا ہے۔“

﴿بَلۡ اَنۡتُمۡ بِہَدِیَّتِکُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ ﴿۳۶﴾﴾ ”اپنے ان تحائف سے تم خود ہی خوش رہو۔“

آیت: ۳۷ ﴿اِرۡجِعۡ اِلَیۡہِمۡ فَلَنَاۡتِیَنَّہُمۡ بِجُنُوۡدٍ لَّا قِبَلَ لَہُمۡ بِہَا وَلَنُخۡرِجَنَّہُمۡ مِّنۡہَاۤ اَذِلَّۃً وَّہُمۡ صٰغِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾﴾

”تم لوٹ جاؤ اُن کی طرف‘ تو ہم اُن پر ایسے لشکروں سے حملہ آور ہوں گے جن کا مقابلہ ان کے لیے ممکن نہیں ہوگا‘ اور ہم نکال باہر کریں گے انہیں اس ملک سے ذلیل کر کے اور وہ خوار ہو جائیں گے۔“

یعنی انہیں یا تو ہماری پہلی بات ماننا پڑے گی کہ وہ مسلم (مطیع) ہو کر ہمارے پاس حاضر ہو جائیں‘ ورنہ ہم ان پر لشکر کشی کریں گے۔

درس حدیث
نیکی اور بُرائی کی کسوٹی

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ کَیۡفَ لِیۡ اَنۡ اَعۡلَمَ اِذَا اَحۡسَنۡتُ وَاِذَا اَسَأۡتُ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِذَا سَمِعۡتَ جِیۡرَانَکَ یَقُوۡلُوۡنَ قَدۡ اَحۡسَنۡتَ فَقَدۡ اَحۡسَنۡتَ وَاِذَا سَمِعۡتَہُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ قَدۡ اَسَأۡتَ فَقَدۡ اَسَأۡتَ)) (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا مجھے کیسے پتہ چلے کہ میں نے اچھا کام کیا ہے یا بُرا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے تو یقین جان لے کہ فی الواقع تو نے اچھا کام کیا ہے اور جب تو اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تو نے بُرا کیا ہے تو تجھے سمجھ لینا چاہیے کہ تو نے یقیناً بُرا کیا ہے۔“

تشریح: ہر شخص کے نیک یا برے ہونے کے متعلق بے لاگ رائے صرف اس کے ہمسائے کی ہو سکتی ہے پڑوسی بتا سکتا ہے کہ فلاں شخص کے اخلاق کیسے ہیں؟ وہ لین دین میں کیسا ہے؟ وہ رحمدل ہے یا بدخواہ اور سنگدل ہے؟ تقویٰ کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے غریب رشتہ داروں، اور نادار ہمسایوں سے بے رخی نہ برتے، انہیں حقیر نہ جانے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

11 تا 17 صفر المظفر 1445ھ جلد 32
29 اگست تا 4 ستمبر 2023ء شمارہ 33

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

سانحاتِ جڑانوالہ

جڑانوالہ میں ایک سانحہ نہیں بلکہ دو سانحات ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید کی بے حرمتی کی گئی۔ رسالت مآب حضرت محمد ﷺ جو انبیاء اور رُسل کے سردار ہیں، اُن کی شان میں گستاخی کی گئی۔ اور دوسرا سانحہ یہ ہوا کہ بعض شرپسندوں نے جہالت اور حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عیسائی اقلیت کی آبادی اور اُن کی عبادت گاہوں پر حملہ کر کے اپنے ہی دین و مذہب اسلام اور اپنے ہی رہبر و رہنما حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمودات کی نفی کر ڈالی۔ یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ مسلمان کے لیے اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کی توہین اور بے حرمتی ناقابلِ برداشت ہے یہ اُن کے ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ لیکن بلوہ اور Mob Justice کی بھی یہی اللہ، یہی نبی ﷺ اور یہی کتاب اجازت نہیں دیتے۔ مسلمانوں کو اس حوالے سے آج کے دور اور اُس دور میں فرق کرنا چاہیے جبکہ نبی آخر الزمان ﷺ خود دنیا میں موجود تھے۔ آپ ﷺ کی رہنمائی وحی آسمانی سے کی جاتی تھی۔ آپ ﷺ دنیا میں اللہ کے نمائندے تھے، آپ ﷺ کے فرمودات قانون کی حیثیت رکھتے تھے۔ اُن پر نہ صرف عملدر آمد لازم تھا بلکہ کوئی مسلمان ان احکامات کے بارے میں اگر دل میں بھی ناگواری کے احساسات (معاذ اللہ) رکھتا ہے تو وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ آج کسی عمل کا ردعمل یا کسی جرم کی سزا عوامی اور گروہی سطح پر نہیں دی جاسکتی۔ اب سزا کے لیے تحقیق اور تفتیش کی ضرورت ہے اور اس ہی کی بنیاد پر ریاست کا نمائندہ فریقین کو سن کر فیصلہ کرے گا۔

ہمارے آئین میں توہینِ رسالت کا قانون 295 اور اُس کی ذیلی شقیں A,B,C موجود ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے جس طرح ہم زندگی کے ہر شعبہ میں بُری طرح ناکام ثابت ہو رہے ہیں، اسی طرح rule of law قائم کرنے میں بھی انتہائی بُری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ اسی حوالے سے لبرلز اس قانون کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں کہ اس قانون کی وجہ سے حملے ہوتے ہیں جس سے معصوم اور بے گناہ لوگ قتل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس قانون کے تحت عدالتوں نے سزائیں تو سنائی ہیں لیکن کسی ایک مجرم کو عملاً سزا نہ ہوئی یعنی سزا پر عمل درآمد نہ ہوا بلکہ مجرم یورپ وغیرہ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ جس سے لوگوں کے مذہبی جذبات بُری طرح مجروح ہوئے اور وہ یہ سوچنے لگے کہ ریاست تو اس حوالے سے خود کچھ نہیں کرتی یا اُس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں لہٰذا وہ خود جوابی کارروائی کے لیے اور بدلہ چکانے کے لیے میدان میں اُترتے ہیں جس سے بلوے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ عمل خود اللہ اُس کی کتاب اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کی نافرمانی ہے۔ مسلمان معاشرہ خود اس عمل کو انتہائی غلط سمجھتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی جذبے کو منفی انداز میں کیوں بروئے کار لاتے ہیں، اس لیے کہ مذہبی جذبہ مثبت انداز میں بروئے کار لانا ہر سطح پر ایثار اور قربانی مانگتا ہے۔ اُس کے لیے ہر سطح پر زبردست جدوجہد

کی ضرورت ہے۔ ایسی جدوجہد جو ملک میں عدل وقسط کا نظام لے آئے ''ایں کارِ مشکل است'' لہٰذا سب اس سے جان چھڑاتے ہیں اور منفی کاموں میں اپنی بھڑاس نکال لیتے ہیں کیونکہ یہ آسان ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فرد، معاشرہ اور ریاست سب دوسروں کو عدل کی تلقین کرتے ہیں اور دوسروں پر قانون لاگو کرتے ہیں۔ دوسروں سے فرمانبرداری کی توقع رکھتے ہیں اور جس کا زور چلتا ہے وہ دوسرے کو اس پر مجبور بھی کرتا ہے۔ لیکن اپنے ہاتھ صرف اور صرف ظلم کے لیے کھلے رکھنا چاہتا ہے۔ جبکہ فطرت کا اصول یہ ہے ''گندم از گندم بروید جواز جو''۔ چندروز پہلے رخصت ہونے والے وزیراعظم نے سویڈن کے وزیراعظم کو للکار کر کہا تھا کہ اگر سویڈن نے پھر یہ حرکت کی تو پھر ہم سے گلہ نہ کرے۔ اُن ہی کے دورِ حکومت میں سویڈن میں یہ ناپاک حرکت دہرائی گئی۔ لیکن وہ وزیراعظم صاحب اُسی تنخواہ پر کام کرتے رہے بلکہ عبوری حکومت کے دور میں سانحہ جڑانوالہ سامنے آ گیا۔ گویا ہم نہ صرف غیروں کو اس سے روک سکے بلکہ خود ہمارے ملک میں بھی ایسا گھناؤنا فعل دہرایا گیا۔

اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آخر کیوں ہمیں پے در پے یوں سانحات کا سامنا ہے۔ جیسے تسبیح ٹوٹ جائے تو اُس کے دانے مسلسل گرنے لگتے ہیں۔ ایک سانحہ سے سنبھل نہیں پاتے کہ دوسرا ہو جاتا ہے۔ ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ہماری مشابہت اُس قوم سے تو نہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ انعام آیت نمبر 65 میں فرماتا ہے:

''کہہ دو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف فرقے کر کے ٹکرا دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے، دیکھو ہم کس طرح مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں۔''

سانحہ جڑانوالہ کے حوالے سے ریاست کا عدل ملاحظہ کریں کہ وہ عالمی برادری کے خوف سے عیسائی اقلیت کے لیے بچھی جا رہی ہے۔ ہم بھی سمجھتے ہیں اُن سے ظلم ہوا ہے، اُس کی تلافی ہونی چاہیے۔ مجرموں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے اور اُنہیں کسی صورت میں معاف نہیں کیا جانا چاہیے لیکن اللہ کی کتاب اور اُس کے رسول ﷺ کی توہین کا معاملہ یہ کہہ کر ختم کر دیا گیا کہ ملزمان بیرون ملک فرار ہو گئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اپنے سیاسی حریفوں کی نقل و حرکت پر مکمل نگاہ رکھنے اور اُنہیں فرار ہوتے ہوئے گرفتار کرنے میں تو بڑی چابکدستی دکھائی جاتی ہے، لیکن یہ اللہ اور رسول ﷺ کے مجرم کیسے آپ کی آنکھوں میں دُھول جھونک کر فرار ہو گئے؟

اس وقوعہ سے سازش کی بُو بھی آتی ہے۔ علاقہ کے بعض لوگوں کے مطابق بلوے میں مقامی لوگوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی بلکہ بعض مسلمانوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر عیسائیوں کو تحفظ دیا۔ لیکن فسادیوں نے اُن مسلمانوں کو بھی زدوکوب کیا جو عیسائیوں کو بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس حوالے سے اُس A.C شوکت مسیح کا رول بھی بڑا مشکوک دکھائی دیتا ہے جس کا فرض تھا کہ وہ امن کے لیے فوری کارروائی کرتا۔ پھر یہ کہ انتظامیہ کا دعویٰ ہے کہ قرآن پاک کی توہین کرنے والے راتوں رات بیرون ملک فرار ہو گئے۔ اگر ایسا ہی ہوا ہے تو اس پر بہت سے سوال کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا اُن کے پاسپورٹ پہلے ہی تیار تھے۔ کیا دوسرے ملک جہاں وہ فرار ہوئے اُس کے ویزے واردات سے پہلے ہی لگ چکے تھے۔ کیا وہ فرار ہوتے ہوئے اپنے اہل خانہ کو بھی ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ پولیس اور انتظامیہ نے اس حوالے سے اگر کوئی اقدامات کیے ہیں تو وہ عوام کے سامنے کیوں نہیں لائے جا رہے ہیں؟

ہمیں تو یہ دکھائی دے رہا ہے کہ ان دونوں سانحات کے حوالے سے بھی وہی کچھ ہوگا جو ہماری پرانی روایات ہیں۔ وہ یہ کہ ہر نئے سانحہ پر چند دن ماتم کرو، کسی کو بُرا بھلا کہو، کسی کو چیک دے دو، لیکن مکمل انکوائری کر کے حقائق عوام کے سامنے نہیں لائے جائیں گے اور بالآخر ''مٹی پاؤ'' کی پالیسی پر عمل ہوگا۔ میڈیا کسی اور موضوع کو زیرِ بحث لے آئے گا اور لوگ بھی بھول جائیں گے۔

ہماری رائے میں کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہماری حکومتیں، ہماری اشرافیہ اور ہمارے مقتدر حلقے احساس کمتری سے نجات حاصل کریں۔ کسی بیرونی دباؤ کو قبول نہ کریں۔ دیانت داری سے تحقیقات کی جائیں اور قصور واروں کو فوری طور پر عبرت ناک سزا دی جائے۔ کسی کے مذہب کا اور نہ ہی کسی کے منصب کا لحاظ رکھا جائے۔ قانون کے مطابق جس کو جو سزا ملنی چاہیے اُس کا اعلان بھی ہو اور اُس پر عمل درآمد بھی کیا جائے۔ یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ملک میں ہونے والے تمام جرائم اور سانحات اُس ظالمانہ نظام کا ثمر ہیں جو دوسروں کے محتاج ہونے کی وجہ سے اور اپنے ذاتی اور سیاسی مفادات کے حصول کے لیے، ہم نے خود پر مسلط کر رکھا ہے جب تک ایک حقیقی عادلانہ نظام نہیں آتا ہم ایسے سانحات سے دوچار ہوتے رہیں گے۔

❁❁❁

جب تک شریعت کے نفاذ کی طرف پیش قدمی نہیں ہوگی اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال نہیں ہوسکتی۔

انتخابی راستے سے نظام تبدیل نہیں ہوسکتا، پاکستان کی 76 سالہ تاریخ نے بھی یہ ثابت کیا ہے۔

چند دنوں میں 54 بل پاس ہوگئے لیکن اللہ کی شریعت کے ایک حکم کے نفاذ کے لیے قانون بنانے کو تیار نہیں ہیں۔

جب عمران خان سے ہماری ملاقات ہوئی تھی تو ہم نے ان سے بھی یہی کہا تھا کہ آپ ایک طرف ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے جلسوں میں بینڈ باجے، ناچ گانا اور مرد وعورت کا مخلوط ماحول ہوتا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: ڈاکٹر صاحب نے غالباً 1995ء میں عمران خان کے بارے میں کہا تھا کہ وہ یہودیوں کا آلہ کار بن چکا ہے۔ یہ بات انہوں نے جمائمہ گولڈسمتھ سے عمران خان کی شادی ہونے پر کہی تھی۔ تنظیم اسلامی کا اس کے بارے میں کیا موقف ہے اور کیا ڈاکٹر صاحب کا عمران خان کے بارے میں بقیہ زندگی میں بھی یہی موقف تھا۔ میں نے حقیقت ٹی وی کی ایک ویڈیو میں سنا ہے کہ جمائمہ سے شادی کے بعد عمران خان کی اینکر پرسن حسن نثار کے ہمراہ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ اس میں کتنی سچائی ہے اگر یہ سچ ہے تو اس ملاقات کا خلاصہ بیان کریں؟
(علی رضا صاحب، بہاولپور)

امیر تنظیم اسلامی: یہ سوال اکثر مختلف حلقوں کی جانب سے سامنے آتا ہے۔ بلکہ کچھ عرصہ پہلے جب عمران خان سے میری ملاقات ہوئی تھی، ہمارے وفد میں تنظیم کے کچھ سینئر رہنما بھی شامل تھے۔ اس وقت بھی بہت سارے سوالات اٹھے تھے۔ علی رضا صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے 1995ء کے خطاب کا حوالہ دیا۔ اس کے بعد بھی ڈاکٹر صاحب کے کچھ خطبات ہیں جن میں انہوں نے عمران خان کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ یہ سارے خطبات ہمارے ریکارڈ کا حصہ ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحبؒ کے خطبات جمعہ ہمارے ماہانہ مجلّے میثاق میں تحریری شکل میں شائع ہوا کرتے تھے۔ ان خطبات میں وہ الفاظ نہیں ملتے کہ ڈاکٹر صاحب نے عمران خان کو یہودی ایجنٹ اور یہودی آلہ کار کہا ہو۔ ریکارڈ بطور ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہ الفاظ بعد میں شاید سیاسی مخالفت میں بعض سیاسی جماعتوں نے ایڈ کیے ہیں۔ کیونکہ آج ویڈیو ایڈیٹنگ بہت زیادہ ہورہی ہے، ادھر ادھر سے کلپس اُٹھا کر ان کو جوڑ کر کسی کی بات کو توڑ موڑ کر اور سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کرنا آج عام وطیرہ بن چکا ہے اور اس کی زد میں علماء اور مذہبی شخصیات بھی آتی رہی ہیں۔ جہاں تک ڈاکٹر صاحب کے 1995ء کے خطاب کا تعلق ہے تو اس وقت عمران خان کی شادی جن حالات میں جمائمہ گولڈ اسمتھ سے ہوئی تھی اور جس انداز سے اور جس سرعت رفتاری کے ساتھ یہ معاملہ ہوا تھا کہ عمران خان کو فوراً پاکستان سے جانا پڑا تھا تو یہ اپنی جگہ ایک بہت بڑا question mark تھا۔ اسی تناظر میں ڈاکٹر صاحب نے ایک بات کی تھی کہ ایک ایسا شخص جو پاکستانی قوم میں مقبول ہے، اس نے ورلڈ کپ جیت کر پاکستان کو دیا ہے، اس کے بعد اس نے

مرتب: ابوابراهیم

سوشل ویلفیئر کے کام بھی کیے ہیں، کینسر ہسپتال بنائے ہیں، اس کے علاوہ اس نے اسلام کی حمایت میں کئی بیانات دیے ہیں تو ایسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ دشمن قوتیں اس کو اُچک لینے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ایک جدید تعلیم یافتہ، آکسفورڈ کا پڑھا ہوا شخص جو دنیا میں شہرت اور مقبولیت رکھتا ہے وہ اگر اسلام کی باتیں کرنا شروع کردے تو لوگ اس کی طرف زیادہ متوجہ ہوسکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایسے شخص کو عالمی طاقتیں اپنے قابو میں کرنے کی کوشش کررہی ہوں۔ اسی خطاب میں ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ بہرحال دعا ہے کہ ان کی یہ شادی کامیاب ہوجائے جو کہ بعد میں نہ ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے۔

لہٰذا اس خطاب میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے خدشات کا اظہار کیا تھا اور ساتھ ساتھ اُن کے لیے دعائیں بھی کی تھیں۔ اس کے بعد بھی ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطبات میں عمران خان کا ذکر کیا۔ 1996ء کے ماہ جون، اگست اور اکتوبر میں بھی عمران خان کی سیاسی جماعت تحریک انصاف کے حوالے سے ذکر کیا کہ اگر وہ انصاف کی بات کرتے ہیں تو اس کے مقابلے میں بہترین لفظ عدل ہے اور اسلام کا نظام ہی وہ واحد نظام ہے جو عدل اجتماعی عطا کرتا ہے۔ اس میں سیاست، معاشرت اور معیشت سمیت تمام تر اجتماعی معاملات کے حوالے سے بھی عدل موجود ہے۔ لہٰذا اگر عمران خان انصاف اور عدل کی بات کرتے ہیں تو وہ دین کے پورے تصور کو سامنے رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کی زندگیوں میں کتنا اسلام ہے اور یہ بات آج بھی ہم کہیں گے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جب یہ عدل کی بات کر رہے ہیں تو سود کے نظام اور بدترین جاگیرداری نظام کے خلاف بھی بات کرنا چاہیے اور اس کو بھی اپنے ایجنڈے میں شامل کرنا چاہیے تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ جتنی بھی باتیں کی ہیں وہ الدین النصیحۃ (دین نصح وخیر خواہی کا نام ہے) کے جذبے کے ساتھ کی ہیں۔ وہ اگر سیاسی تبصرے کرتے تھے تو مقصد یہی ہوتا تھا کہ سیاستدانوں کو نصیحت کی جائے، عدل، انصاف اور اچھے کاموں کی طرف توجہ دلائی جائے، کہیں ملکی سالمیت کو کسی پہلو کے اعتبار سے خدشات لاحق ہوں اس کا تذکرہ کیا جائے اور اس کی اصلاح کے لیے جو کوشش کی جا سکتی ہے اس پر متوجہ کیا جائے۔ آج بھی تنظیم اسلامی کا موقف یہی ہے۔

آصف حمید (میزبان): 1995ء کا تو ڈاکٹر صاحب کا پورا خطاب ہے اور اس کا عنوان ہے: ''سانحہ عمران خان!'' اس کے بعد جون 1996ء میں ڈاکٹر صاحب نے تحریک انصاف کے حوالے سے بات کی کہ وہ صرف ایک مغربی طرز کا انصاف ہے۔ جبکہ اسلام نظام عدل چاہتا ہے۔ اگست 1996ء میں ڈاکٹر صاحب نے ایک بات کی کہ عمران خان کو بیرونی سرپرستی بھی حاصل ہے۔ اکتوبر 1996ء میں ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا کہ عمران خان

جنہیں اس وقت عالمی مہاجن کے آلہ کار کی حیثیت حاصل ہے وہ محض ایک مبہم سے انصاف کا نام لے رہے ہیں اور سودی معیشت اور جاگیرداری نظام کے حوالے سے مسلسل خاموش ہیں۔اس کے بعد عمران خان کے ساتھ جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں بھی شامل تھا، حسن نثار بھی تھے۔ اصل بات یہ تھی کہ ڈاکٹر صاحب نے ضیاء الحق، نواز شریف، پرویز مشرف اور عمران خان سمیت ہر ایک سے حسن ظن رکھا ہے۔یہ اور بات ہے کہ بعد میں کس نے کیا کیا وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ انہوں نے نواز شریف کے بارے میں بھی حسن ظن رکھتے ہوئے مشورہ دیا تھا کہ آپ دو تہائی اکثریت کے ساتھ اقتدار میں آئے ہیں لہٰذا آپ کے پاس موقع ہے کہ آپ شریعت کی بالادستی، خصوصاً سود کے خاتمہ کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔نواز شریف نے وعدہ کرکے اس کے بعد پھر خلاف ورزیاں کیں۔

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر صاحبؒ نے سیاسی رہنماؤں کو اچھے مشورے بھی دیے اور جہاں قابل تنقید پہلو نظر آیا وہاں تنقید بھی کی۔ یہی اصولی بات ہے جس کا قرآن حکم دیتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠﴾ (المائدۃ: 2) ''اور تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں تعاون مت کرو۔''

مسئلہ کسی ایک فرد کا نہیں بلکہ مسئلہ اصولی ہے۔ اگر کہیں قابل تنقید پہلو آئے گا تو دین کا تقاضا ہے کہ تنقید کی جائے لیکن تنقید کرنے کا انداز شائستہ ہونا چاہیے اور کہیں اگر حسن ظن کے امکانات ہوں تو بندۂ مومن اچھا گمان رکھتا ہے اور کہیں اگر کوئی خیر کا پہلو نظر آئے تو اس کو appreciate کیا جائے۔ ہمارے بعض viewers یا ہم سے محبت کرنے والے بھی سمجھ بیٹھتے ہیں کہ کبھی آپ محبت میں ایک طرف جھک جاتے ہیں کبھی دوسری طرف۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ بات صرف اُصول کی ہے۔ اگر کہیں خیر کی طرف پیش قدمی کا پہلو نظر آئے گا تو ہم خیر مقدم کریں گے اور اگر کہیں شر کی طرف پیش قدمی ہوگی، خلاف شریعت قانون سازیاں ہوں گی تو ہم مخالفت کریں گے۔عمران خان نے ریاست مدینہ کے حوالے سے بات کی تو ہم نے خیر مقدم کیا اور اس حوالے سے کئی

> **ہمارا اصل مسئلہ شریعت کا نفاذ ہے چاہے وہ کوئی بھی کردے، یہ مشورے تنظیم کے پلیٹ فارم سے ضیاء الحق، پرویز مشرف اور نواز شریف کو بھی دیے گئے لیکن ان کے مقدر میں یہ سعادت نہ تھی۔**

سیمینار کیے جن میں حق بات پہنچانے کی کوشش کی کہ ریاست مدینہ اصل میں کیا تھی اور رسول اللہ ﷺ نے کیا اصول عطا کیے تھے، اسلام کا عدل اجتماعی کیا ہے۔ ہمارا اصل مسئلہ شریعت کا نفاذ ہے چاہے وہ کوئی بھی کردے، یہ مشورے تنظیم کے پلیٹ فارم سے ضیاء الحق، پرویز مشرف اور نواز شریف کو بھی دیے گئے ۔لیکن ان کے مقدر میں نہیں تھا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝﴾ (الحج) ''اور تمام امور کا انجام تو اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔''

ایک داعی کی حیثیت سے ہمارا یہی موقف ہے کہ اگر کوئی شریعت نافذ کرنے کی طرف پیش رفت شروع کردے تو ہم اس کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں، مشورے دینے کو تیار ہیں ،لیکن اگر شریعت کی خلاف ورزی کی بات ہو، پورا دین present نہ کیا جائے اور مبہم سی بات رکھی جائے، شریعت کے خلاف قانون سازی کی جائے تو ہم مخالفت کریں گے۔

سوال: بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ تنظیم اسلامی پرو پی ٹی آئی ہو چکی ہے۔یہ خیال درست ہے یا غلط؟

امیر تنظیم اسلامی: یہ انتہائی غلط خیال ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں جب انہوں نے ایٹمی پروگرام کی طرف پیش قدمی یا قادیانیوں کو کافر قرار دیا، یا اسلامک سمٹ منعقد کروائی تو یہ اچھے کام تھے، ہم نے اگر ان کی تعریف کردی تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم پیپلز پارٹی کے ہر کام کی تحسین کر رہے ہیں یا ہم زرداری صاحب سے اتفاق کر رہے ہیں؟ ہرگز نہیں۔اسی طرح ماضی قریب میں اسحاق ڈار نے کہا کہ ہم سود کے خاتمے کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں اور وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف فیصلے کے خلاف سٹیٹ بینک اور نیشنل بینک کی اپیل کو واپس لے رہے ہیں تو ہم نے اس کی تحسین کی۔اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم ن لیگ کے ہر کام سے اتفاق کرتے ہیں؟ اگر عمران خان نے کبھی کہا کہ ہمیں امریکہ سے نجات حاصل کرنی چاہیے تو ہم نے تحسین کی کیونکہ یہی ہمارا موقف بھی ہے۔اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم عمران خان کے ہر کام کی حمایت کرتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کا اپنا ایک منہج ہے۔ہمیں یقین ہے کہ انتخابی راستے سے نظام تبدیل نہیں ہوسکتا، پاکستان کی 75 سالہ تاریخ نے بھی یہ ثابت کیا ہے اور یہ یقین اب پاکستانی قوم کو بھی ہونے لگ گیا ہے۔ پچھلے چند دنوں میں 54 بل پاس ہوگئے لیکن اللہ کی شریعت کے ایک حکم کے نفاذ کے لیے قانون بنانے کو تیار نہیں ہیں۔جب عمران خان سے ہماری ملاقات ہوئی تھی تو ہم نے ان سے بھی یہی کہا تھا کہ آپ ایک طرف ریاست مدینہ کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے جلسوں میں بینڈ باجے، ناچ گانا اور مرد وعورت کا مخلوط ماحول ہوتا ہے۔یعنی اگر کہیں خلاف شریعت بات ہوتی ہے تو ہم اس کی بھی نشاندہی کرتے ہیں اور توجہ دلاتے ہیں۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اسلامی انقلاب برپا نہیں ہوجاتا تب تک جو لوگ نظام چلا رہے ہیں ان کو ہم مشورہ تو دے سکتے ہیں کہ جہاں جہاں خرابیاں ہیں ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش کی جائے لیکن اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ ہم فلاں کے پرو ہوگئے اور فلاں کے مخالف ہوں گے۔

سوال: بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی میں جو واقعہ ہوا ہے اس پر روشنی ڈالیں اور یہ بتائیں کہ ایسے واقعات کیوں ہوتے ہیں اور کس طرح اس قسم کے واقعات کو کم کیا جاسکتا ہے؟ (شمیم آفریدی، لاہور)

امیر تنظیم اسلامی: یہ ایک یونیورسٹی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے ملک میں قائم یونیورسٹیز کا ماحول دیکھ سکتے ہیں۔ ہر طرف ایسے معاملات بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے ہم نے اللہ کے احکامات کو نہیں مانا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى﴾ (بنی اسرائیل: 32) ''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ''

وہ تمام ذرائع جو زنا تک لے جاسکتے ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔ مگر ہمارے معاشرے میں ہر کام اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ایک طرف میڈیا دن رات فحاشی وعریانی سب کچھ دکھاتا ہے، دوسری طرف سوشل میڈیا پر فحاشی کی بھرمار ہے، پھر اس کے ساتھ تعلیم گاہوں میں مخلوط ماحول بھی دے دیا گیا ہے۔ یہ سارے وہ ذرائع ہیں جن کو دین منع کرتا ہے۔پھر جب کوئی سانحہ رونما ہوتا ہے، سکینڈل سامنے آتے ہیں تو یہی میڈیا آسمان سر پر اُٹھا لیتا ہے۔ حالانکہ میڈیا نے ہی تو یہ ساری آگ لگائی ہے جس کے نتیجے میں اب یہ تباہیاں کھل کر سامنے آرہی ہیں۔ایک طرف وہ طالبات ہیں کہ جن کے دماغوں میں ڈال دیا

گیا کہ تمہارے اچھے marks آئیں گے تو اچھا Future ملے گا اور اچھے رشتے آئیں گے۔ نمبر کا اتنا craze ہے لڑکوں پر بھی لڑکیوں پر بھی کہ وہ اس کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں۔ منشیات کے حوالے سے آپ جانتے ہیں لاکھوں طلبہ نشے کے چکر میں کہاں تک چلے گئے، ورغلایا جاتا ہے کہ فلاں نشہ استعمال کرلو تین دن تک جاگتے رہو گے، exam کی تیاری بہترین ہوگی paper بڑا زبردست attempt ہوگا۔ اسی طرح کئی جگہ بلیک میلنگ کا معاملہ بھی ہوتا ہے کہ ٹیچرز کو، پروفیسرز کو خوش رکھو گے تو اچھے مارکس آئیں گے۔ اللہ معاف کرے۔ ہمارا معاشرہ کس حد تک پستی میں چلا گیا ہے۔ تعلیم گاہوں میں نمبرز کے لیے، نجی اداروں میں پروموشن کے لیے لوگ کہاں تک جارہے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ کو رزاق نہیں مانا جارہا۔ اس میں ماں باپ اور معاشرے کا بھی قصور ہے کیونکہ ان کی طرف سے بھی اچھے مارکس اور کوالیفیکیشن کے لیے پریشر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس شریعت ستر وحجاب، پردہ، نگاہوں کی حفاظت اور نکاح کو آسان بنانے کے احکامات دیتی ہے اور زنا کے تمام اسباب و ذرائع کو بند کرنے کا تقاضا کرتی ہے جن میں فحش لٹریچر، مرد اور عورت کا آزادانہ اختلاط، بے حیائی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ شریعت عورت اور مرد کا الگ الگ دائرہ کار معین کرتی ہے۔ دین کی ان تعلیمات کو اگر بیان کیا جائے تو یہی میڈیا اور لبرل لوگ ہڑبڑانے لگ جاتے ہیں کہ یہ دقیانوسی باتیں ہیں، پھر جب نتائج سامنے آتے ہیں تو یہی لوگ رونا دھونا کرتے ہیں، ہر روز اخبارات میں لڑکیوں کے گھروں سے بھاگنے کی خبریں ہوتی ہیں، کبھی زنا اور کبھی ریپ کے کیسز سامنے آتے ہیں۔ یہ سب شریعت سے بغاوت کے نتائج ہیں۔ ہم نے اللہ کی رزاقیت پر اعتماد نہیں کیا۔ نمبر گیم اور پروموشن کے چکر میں پڑ گئے۔ پھر یوٹیوب، ٹک ٹاک پر کمائی کے لیے زیادہ سے زیادہ فحش مواد پھیلایا جاتا ہے، اس کمائی کے لیے حدود کو پھلانگتے چلے جاتے ہیں۔ یہ صرف یونیورسٹیز کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس میں ماں باپ کا بھی رول ہے، انتظامیہ کا بھی کردار ہے، وقت کے حکمرانوں اور میڈیا کا بھی رول ہے۔ سب کو اپنا کردار ٹھیک کرنا ہوگا۔ شریعت نے عورت پر صرف اتنا بوجھ ڈالا ہے کہ وہ گھر کی ذمہ داری سنبھالے اور اولاد کی اچھی طرح تربیت اور ذہن سازی کرے۔ گھر سے باہر کی ساری ذمہ داریاں مرد کے کندھے پر ڈالی گئی ہیں۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ ہدایت گھر اور خاندان کے نظام کے حوالے سے دی ہے۔

> **ایک طرف میڈیا دن رات فحاشی وعریانی سب کچھ دکھاتا ہے، پھر اس کے ساتھ تعلیم گاہوں میں مخلوط ماحول بھی دے دیا گیا ہے۔ پھر جب کوئی سانحہ رونما ہوتا ہے، سکینڈل سامنے آتے ہیں تو یہی میڈیا آسمان سر پر اُٹھالیتا ہے۔**

گھر ٹھیک ہوگا تو معاشرہ ٹھیک ہوگا۔ گھر عورت اور مرد کے نکاح سے بنتا ہے۔ وہ معاشرہ جہاں نکاح کا بندھن ختم ہو جائے وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ لیکن آج والدین نمبروں کے چکر میں پڑ کر یہ سب بھول گئے کہ وہ اپنی بچیوں کو کن اداروں میں بھیج رہے ہیں وہاں کا ماحول کیسا ہے۔ نتائج سامنے ہیں۔

آصف حمید: آج ہمارے میڈیا میں بے حیائی کو پروموٹ کیا جارہا ہے، اسکینڈلز اخبارات میں تفصیل سے بتائے جاتے ہیں، ٹی وی چینلز ان کو دوبارہ ایکٹ کر کے دکھا رہے ہوتے ہیں۔ استغفر اللہ! اور ٹاک شوز چل رہے ہوتے ہیں لیکن دینی رہنمائی کے لیے کوشش نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دیوث جنت میں نہیں جائے گا۔ اور دیوث کون ہے جس کی گھر کی خواتین بے پردہ گھومتی ہوں یعنی کہ جو اپنی خواتین کے بارے میں بے پرواہ ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ معاملہ گھر سے شروع ہوتا ہے اور جس جس جگہ پر کوئی صاحب اختیار ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس سے بچے۔ اسی طرح تنگ لباس اور باریک لباس پہننے والی خواتین کے بارے میں جو وحید حضور ﷺ نے فرمائی کہ ایسی عورت جنت سے کوسوں دور رہے گی، یہ علامات قیامت میں سے بھی ہے۔ ان دینی تعلیمات کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ مغرب کا ہم پر اتنا غلبہ ہو گیا ہے اس نے ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کر دیا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی: آپ یونیورسٹیز کے سربراہوں کے سامنے پردے کی بات کریں، یا والدین سے dress code کی بات کریں تو سخت ری ایکشن آتا ہے، کبھی HEC نے پردے یا لڑکے لڑکیوں کے لیے علیحدہ تعلیم کی بات کی تو اس کا حشر نشر کر دیا گیا۔ ماضی قریب میں عمران خان نے عورت کے پردے اور لباس کے بارے میں ایک انٹرویو میں بات کر دی تو کہرام مچ گیا۔ یعنی ہمارا میڈیا، ہمارا لبرل اور حکمران طبقہ ہر اس کام کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں جو بے حیائی، فحاشی اور زنا کو روکنے والا ہو۔

آصف حمید: ایک ماہر تعلیم نے مجھ سے کہا کہ یونیورسٹیز کے مالکان کو خوف ہے کہ اگر ہم نے لڑکے اور لڑکیوں میں علیحدگی کر دی تو ہماری یونیورسٹیز میں داخلے کم ہوں گے۔ اندازہ کریں کہ یہ لوگ کمائی کے لیے کس قدر اندھے ہو گئے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی: پھر عورت کو جس طرح نمایاں کر کے اپنی product کی مارکیٹنگ کی جاتی ہے، جس طرح اشتہارات میں عورت کا استعمال کیا جاتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کا توکل اللہ پر نہیں ہے بلکہ عورت پر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عقیدے اور ایمان کی کمزوری کا مسئلہ ہے۔

سوال: تنظیم کے قیام کو نصف سنچری ہونے کو ہے، ابھی تک نہ ملک کے سرکاری اداروں میں اسلامی نظام کے اثرات دکھائی دیتے ہیں اور نہ معاشرے میں۔ اسلامی ریاست بنانے میں شاید سو سال بھی کم ہیں لیکن ابھی ہم نے ایک سوسائٹی بھی تعمیر نہیں کی جس میں تنظیم کے لوگ ایک اسلامی طرز پر زندگی گزاریں، ایک امام کے پیچھے ایک مقصد کو لے کر زندگی گزاریں، اس سوسائٹی میں شرعی قوانین کی پاسداری ہو۔ ایک اسلامی سوسائٹی کے نمونے کو ابھی تک کیوں پیش نہیں کیا گیا، کیا اس میں بھی کوئی قانونی رکاوٹ ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ویسے یہ دردمندی اور فکر ہم سب کو ہونی چاہیے کہ تنظیم کو بنے پچاس سال ہونے کو ہیں جبکہ پاکستان کو بنے 76 برس ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اسلامی معاشرہ کی کوئی جھلک نظر نہیں آرہی۔ بھائی کا سوال اپنی جگہ اہم ہے لیکن ہمیں اس بات کی فکر نہیں کہ اس کام میں سو سال لگ جائیں یا زیادہ لگیں لیکن ہمیں فکر یہ ہونی چاہیے کہ ابھی اگر موت آجائے تو کیا میں اس کے لیے تیار ہوں کہ اس حوالے سے جواب دے سکوں کہ اقامت دین کے لیے میں نے کتنا حصہ ڈالا ہے۔ تنظیم کا ہدف کوئی اسلامی سوسائٹی یا ٹاؤن بنانا نہیں ہے بلکہ تنظیم کا ہدف یہ ہے کہ پورے ملک میں اسلام کا غلبہ ہو۔ اس کے بعد اللہ توفیق دے گا تو پھر اس سے آگے بھی جدوجہد ہوگی۔ تب تک چار مرحلے بہت اہم ہیں۔ پہلا مرحلہ اپنی ذات پر اسلام کا نفاذ ہے، دوسرے مرحلے میں اپنے گھر میں دین کا نفاذ، تیسرے مرحلہ میں معاشرہ میں دعوت و تبلیغ،

چوتھے مرحلہ میں ریاستی سطح پر اسلام کے نفاذ کی جدوجہد۔ بات فرد سے شروع ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکیلے کھڑے ہوئے اور پہلے ہی دن چار قریبی لوگ ایمان لے آئے۔ بی بی خدیجہ ؓ، سیدنا علی ؓ، صدیق اکبر ؓ، زید بن حارثہ ؓ۔ یعنی ایک آپ ؐ کی زوجہ ہیں، ایک غلام ہیں، ایک کزن ہیں، ایک دوست ہیں۔ اس کے بعد 13 برس کی محنت سے آپ ؐ نے ایک جماعت تیار کی اور اس جماعت کو مدینہ شریف پہنچتے ہی معاشرہ قائم کرنے کا موقع ملا۔ پھر جدوجہد جب قتال کے مرحلے میں داخل ہوئی تو فتح مکہ کے بعد ایک اسلامی ریاست قائم ہوگئی۔ یہی تنظیم اسلامی کا منہج ہے۔ اس کی بجائے اگر ہم ایک ٹاؤن بنا لیتے ہیں تو وہاں قانون کس کا چلے گا؟ عدالتیں کس کی ہوں گی، سکہ کس کا چلے گا؟ ظاہر ہم جس ریاست میں رہ رہے ہیں اسی کا نظام چلے گا۔ اس لیے جو ہمارے اختیار میں ہے ہمیں وہ کرنا چاہیے۔ فردی سطح پر محنت کی جائے، پھر گھروں کے اندر شریعت کی پابندی کروائی جائے، پھر معاشرے میں جو غیر شرعی رواج ہیں ان کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ جیسے ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے نکاح کو آسان بنانے کی مہم کا آغاز کیا، ہمارے اکثر تنظیمی رفقاء کی بیٹیوں کے نکاح مساجد میں ہوتے ہیں، بیٹیاں مسجد سے رُخصت ہوتی ہیں اور سنت کی تعلیم کے مطابق ایک ولیمے کی دعوت ہوتی ہے، کمی بیشی ہو گی لیکن اس پر ہم عمل پیرا ہونے کی کوشش کر رہے ہیں، ہماری بہت سی خواتین گھروں اور گھروں سے باہر شرعی احکام کی پابندی کرتی ہیں، اسی طرح اپنے بچوں اور گھر والوں کی دینی تربیت کے لیے گھریلو اُسرہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ اسی طرح رفقاء کا باہمی تعلق مضبوط ہونا چاہیے۔ بعض اجتماعیتیں آپس میں رشتہ داری کو رواج دیتی ہیں جس سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ جہاں تک نظام کی بات ہے تو اللہ جانتا ہے وہ کب قائم ہوگا، ہمارے ذمہ صرف اپنے حصہ کا کام کرنا ہے۔ جو ہمارے دائرہ اختیار میں ہے وہاں دین کا نفاذ ہماری ذمہ داری ہے۔ ہماری ذات، ہمارا گھر اور ہماری معاشرت ہے، اس میں اسلام کے نفاذ کی کوشش کرنی ہے۔ اس کوشش میں اضافے اور بہتری کی ضرورت ہے۔

سوال: اس وقت تنظیم اسلامی بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام! کے عنوان سے ایک مہم چلا رہی ہے۔ اس مہم کا مقصد کیا ہے اور آپ اس حوالے سے لوگوں کو کیا دعوت دیتے ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: یہ مہم 11 اگست سے 3 ستمبر 2023ء تک جاری رہے گی۔ ہم نے طے کیا ہے ہر سال اگست کے مہینے میں ایک اس طرح کی مہم چلائیں گے۔

> **ہمارا میڈیا، لبرل اور حکمران طبقہ ہر اس کام کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں جو بے حیائی، فحاشی اور زنا کو روکنے والا ہو۔**

اس مہم کا بنیادی مقصد اس اصل سبق کی یاددہانی ہے کہ پاکستان کیوں قائم ہوا؟ کس مقصد کے لیے قائم ہوا؟ آج ہم جن مصائب اور مسائل کا شکار ہیں اور جن مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں کہ معیشت کا بیڑا غرق ہے، اخلاقیات کا جنازہ نکل گیا، سیاسی سطح پر سر پھٹول انتہا کو پہنچا ہوا ہے، بیرونی پریشرز اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ہر چیز سرنڈر کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان سب مصائب کی کیا وجہ ہے؟ اسی طرح اس مہم میں اصل پیش نظر یہ ہے کہ ہم اللہ سے رجوع کرتے ہوئے سچی توبہ کریں اور جس مقصد کے لیے اس ملک کو حاصل کیا تھا اس کے حصول کی جدوجہد میں لگ جائیں۔ وہ مقصد یہ تھا کہ اللہ کی عطا کی ہوئی اس سرزمین پر اللہ کے نظام کو قائم کر کے دنیا کے سامنے نمونہ پیش کرنا ہے۔ اس پیغام کو عوام تک پہنچانے کے لیے ہم خطبات جمعہ، سوشل میڈیا، سیمینارز سمیت تمام ذرائع بروئے کار لائیں گے ان شاء اللہ۔ اسی طرح علماء کرام، صحافی حضرات، میڈیا مالکان، سیاستدان وحکمران اور معاشرے کے دیگر بااثر طبقات تک ہم تحریری طور پر بھی یہ پیغام پہنچائیں گے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب قوم رسول ہاشمی ﷺ

پاکستان واحد مسلم ملک ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے۔ باقی کوئی لسانی بنیادوں پر قائم ہوا، کوئی نسلی، جغرافیائی اور تاریخی بنیادوں پر قائم ہوا۔ لیکن پاکستان واحد مسلم ملک ہے جہاں نہ زبان ایک، نہ نسل ایک، نہ خطہ ایک، نہ جغرافیہ ایک، نہ تاریخ ایک تھی بلکہ مختلف رنگ، نسل، زبان، علاقہ کے لوگوں کو جوڑ کر ایک پاکستانی قوم بنایا گیا اور جوڑنے والی واحد چیز کلمہ طیبہ تھا۔ لہٰذا یہ ملک کلمہ کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ اس بنیاد کو ہم نے کمزور کیا تو 1971ء میں ملک دولخت ہوگیا اور زبان کی بنیاد پر بنگلہ دیش وجود میں آ گیا۔ اگر ہم اس بنیاد کی حفاظت نہیں کریں گے تو ایسے سانحات مزید پیش آسکتے ہیں۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ اگر کوئی کہے کہ ہمارے پاس ایٹمی قوت ہے اور طاقت ہے تو وہ سوویت یونین کے انجام سے سبق سیکھے جس کے پاس ہم سے زیادہ عسکری اور جوہری طاقت تھی لیکن نظریہ کمزور پڑا تو اس کا خاتمہ ہوگیا۔ ہم اُلٹے لٹک جائیں، یہود کی مانیں، نصاریٰ کی مانیں، پوری دنیا کی مانیں، جب تک اللہ کی نہیں مانیں گے ہمارے معاملات سدھریں گے نہیں، اس کی دعوت اس مہم کے ذریعے ہم ملک بھر میں دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ اصل میں اجتماعی توبہ کی دعوت ہے۔ اور اجتماعی توبہ یہ ہے کہ ملک میں شریعت کے نفاذ کے اپنے وعدے کو پورا کریں۔ جب تک شریعت کے نفاذ کی طرف پیش قدمی نہیں ہو گی اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال نہیں ہوسکتی۔

آصف حمید: ایک بڑی سادہ سی بات ہے کہ نفاذ اسلام سے مراد کیا ہے؟ ایک شخص اپنے اوپر اگر اسلام کا نفاذ نہیں کرتا تو وہ بدکار بھی ہوگا، وہ بدعہد بھی ہوگا، وہ خائن بھی ہوگا۔ اگر وہ بندہ اسلام پر ہوگا تو نہ وہ بدکار ہوگا، نہ وہ خائن ہوگا، نہ وہ بدعہد ہوگا، نہ بداخلاق ہوگا۔ آج ہم ایک ایک برائی کو دیکھ لیں تو یہ اس لیے ہو رہی ہے کہ کوئی نہ کوئی اللہ کا حکم ٹوٹ رہا ہے۔ یعنی جب ہم اللہ کے حکم کو توڑیں گے تو اس کی سزا بھی ہمیں ملے گی۔

امیر تنظیم اسلامی: نفاذ عدل اسلام سے مراد یہ ہے کہ اپنی ذات میں بھی عدل ہو، اپنے گھرانے میں بھی عدل ہو، اپنی اولاد میں بھی عدل ہو، ملازمین کے ساتھ بھی عدل ہو، معاشرے کے دیگر طبقات کے ساتھ بھی عدل ہو، یعنی وہی چار مراحل ہیں۔ جب میں اپنی ذات پر اسلام کو غالب کروں گا تو میری ذات دوسروں کے لیے نفع کا باعث بنے گی اور جب نظام کی سطح پر اسلام نافذ ہوگا تو چوبیس کروڑ عوام کے لیے نفع کا باعث بنے گا۔ عدالت کے فیصلے شریعت کے مطابق ہوں گے، معاشرت کی سطح پر بے حیائی، بداخلاقی، جرائم کا قلع قمع ہوگا، معیشت کی سطح پر سود، جوا، سٹہ اور تمام حرام ذرائع کا خاتمہ ہوگا، نتیجہ میں چوبیس کروڑ عوام کو فائدہ پہنچے گا، اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔ یہی نبوی مشن ہے اور اسی مقصد کے لیے پاکستان بنا تھا، اس دعوت کو عام کرنے کے لیے تنظیم اسلامی نے بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام مہم کا آغاز کیا ہے۔

سوال: بہت سی جماعتیں نفاذ اسلام کا نام لے رہی ہیں لیکن قوم ساتھ نہیں ہے کیا نفاذ اسلام سے قوم کو ڈر ہے؟ حالانکہ جب ہم گہرائی میں اس کا تجزیہ کریں تو اسی میں عافیت ہے۔ جیسے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ط﴾ (المائدہ:66) ''اور اگر انہوں نے قائم کیا ہوتا تورات کو اور انجیل کو اور اس کو جو کچھ نازل کیا گیا تھا ان پر ان کے رب کی طرف سے' تو یہ کھاتے اپنے اوپر سے بھی اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی۔''

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ شاید دینی بیانیہ present کرنے میں دینی حلقوں سے کمی ہوئی ہے جس کی وجہ سے عوام الناس کا ایک بڑا طبقہ سمجھتا ہے کہ شریعت کے نفاذ کا مطلب صرف سزاؤں کا نفاذ ہے۔ حالانکہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو بندوں کو حقوق، سہولتیں، آسانیاں دینے کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ وہ لوگوں کی کفالت کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ سیدنا عمر فاروقؓ فرماتے ہیں فرات کے کنارے کتا بھی بھوکا مر جائے تو مجھ سے جوابدہی ہوگی۔ اسی طرح دین معاشی استحصال کو بھی روکتا ہے۔ آج پاکستان کا ریونیو 9.5 ہزار ارب روپے ہے جس میں سے 7.5 ہزار ارب روپے صرف سود اور سودی قرضوں کی مد میں جا رہا ہے تو قوم کے لیے بچے گا کیا؟ اگر شریعت کا نفاذ ہوتا تو یہ سودی بوجھ آج قوم نہ اُٹھا رہی ہوتی۔ لہٰذا نفاذ اسلام کا مطلب فقط چند سزاؤں کا نفاذ نہیں ہے بلکہ نفاذ اسلام میں معیشت، سیاست، عدالت، معاشرت اور اقلیتوں کے حقوق وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔ اسی طرح اس وقت جو دجالی تہذیب اور دین دشمنوں کے فتنے اور سازشیں ہیں ان سب کا مقابلہ بھی ہم اسلام کے اندر رہ کر ہی کر سکتے ہیں۔ آج کل تو خدا کی ذات کے بارے میں بحث ہو رہی ہے، ایتھی ازم والی سوسائٹی موجود ہے۔ خدا کا انکار دھڑلے کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اس سارے ماحول میں ہم نے دین کو present کرنا ہے اور یہ خوف نکالنا ہے کہ دین صرف سزاؤں کے نفاذ کا نام ہے۔ پھر یہ کہ سزاؤں کے نفاذ سے پریشانی صرف جرائم پیشہ افراد کو ہی ہونی چاہیے۔ عام لوگوں کے لیے تو یہ سزائیں بھی برکت کا باعث ہوں گی کیونکہ اس سے لوگوں کی جان، مال، عزت اور آبرو محفوظ ہو جائے گی۔ لیکن حقیقت میں اسلام کا سوشل جسٹس والا پہلو زیادہ اہم ہے کہ جس میں قانون سب کے لیے برابر ہوتا ہے۔ آج تو طاقتور لوگ قانون کی دھجیاں اُڑا دیتے ہیں، عدالتوں سے ان کو استثنیٰ مل جاتی ہے، ضمانتیں مل جاتی ہیں، ان کے اوپر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا، کیس واپس ہو جاتے ہیں، اپنے لیے جواز پیدا کر رکھا ہے پچاس کروڑ سے کم کرپشن کرے گا تو نیب کے ریڈار پر نہیں آئے گا۔ جبکہ اس کے برعکس اسلام کا تصور عدل یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: بالفرض محال اگر میری بیٹی فاطمۃ الزہراؓ نے چوری کی ہوتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پچھلی قومیں اسی وجہ سے تباہ و برباد ہوئیں کہ بڑے جرم کرتے تھے تو انہیں چھوڑ دیا جاتا تھا جبکہ چھوٹے جرم کرتے تو ان کو سزا دی جاتی تھی۔ یہ ہے وہ عدل کا نظام جس کے نفاذ کی طرف ہم توجہ دلانے کی اس مہم میں کوشش کر رہے ہیں۔

❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس نئے تشکیل کیے گئے شریعت اپیلیٹ بینچ میں ہونے والی کارروائی کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ نظر ثانی کی اس درخواست پر UBL کے وکیل راجہ محمد اکرم نے 12 جون 2002ء کو بحث کا آغاز کیا۔ راجہ اکرم نے قرآنِ مجید کی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کی کہ جدید بینکنگ کا نظام ''بیع'' کے وسیع تر مفہوم پر پورا اترتا ہے' اس لیے بینک انٹرسٹ کو ربا قرار دے کر ممنوع کر دینا درست نہیں۔ گویا یہ بات از سرِ نو طے کی جائے کہ بینک انٹرسٹ ربا ہے یا نہیں......؟ نیز انہوں نے یہ موقف بھی اختیار کیا کہ اسلام کے نزدیک سود کی صرف ظالمانہ شرح ہی ناجائز ہے اور سمپل انٹرسٹ اُن کے بقول ظالمانہ نہیں۔ انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ سود کی تعلیمات قانونی درجے کی نہیں ہیں بلکہ اخلاقی درجے کی ہیں۔ اس لیے سود کی ممانعت بذریعہ قانون نافذ کرنا انصاف کے مطابق نہیں۔

حکومت پاکستان کے وکیل رضا کاظم نے دلائل کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ حکومت UBL کی درخواست اور معروضات سے پورا اتفاق کرتی ہے۔ شریعت اپیلیٹ بینچ اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں پر عمل درآمد ناممکن ہے۔ انہوں نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ربا اور سود کے امتناع سے ملک میں معاشی انارکی پھیلے گی اور تمام کاروبارِ معیشت درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لیے انہوں نے سابقہ فیصلے کی تنسیخ کا مطالبہ کیا اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ حکومت نے غیر سودی نظام نافذ کرنے کے سلسلے میں 53 اسلامی ممالک سے رابطہ کیا ہے' لیکن تمام ممالک نے یہی مشورہ دیا ہے کہ سود سے پاک بینکنگ کا نظام ناقابل عمل ہے...... بلکہ یہ بھی کہ یہ معیشت کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا...... اور اس طرح ہم بین الاقوامی برادری سے کٹ جائیں گے...... اور ہمارا زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔

اس مرحلے پر حکومتی وکیل نے اپنے ساتھی ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی کو بھی عدالت کے سامنے اپنی معروضات اور دلائل دینے کے لیے پیش کیا۔ ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی نے اپنے مخصوص انداز میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سابقہ بینچ نے قرآن وسُنّت کے متعدد احکامات سے انحراف کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور دیگر فقہاء کے نظریات کو مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کے تمام شہریوں کو' چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم' ایک ہی لاٹھی سے ہانکا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے دعووں کے حق میں قرآن وسُنّت اور امام ابوحنیفہؒ کے اقوال سے واضح ثبوت فراہم نہیں کیے' تاہم دعوے اس اذعان کے ساتھ کیے کہ گویا...... جو کہا ہے بالکل درست ہے۔

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 489 دن گزر چکے!

”بقائے پاکستان - نفاذ عدل اسلام“ مہم کے ذریعے ہم اہلِ پاکستان کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد اسلام ہے۔ اسلام کا نظامِ عدل نافذ ہوگا تو پاکستان بچے گا: ڈاکٹر خورشید انجم

اس وقت باقی تمام دینی جماعتیں جن کے منشور میں نفاذِ شریعت موجود ہے وہ الیکشن کے راستے پر جارہی ہیں، جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس راستے سے نظام تبدیل نہیں ہوگا: ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف

بقائے پاکستان - نفاذ عدل اسلام مہم کے موضوع پر
حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ملک گیر مہم ”بقائے پاکستان - نفاذ عدل اسلام“ کے عنوان سے چلائی جارہی ہے۔ اس کے اغراض ومقاصد کیا ہیں؟

خورشید انجم: قیام پاکستان کا مقصد بہت واضح تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ تحریک پاکستان کا سب سے بڑا نعرہ تھا جو پشاور سے کراچی اور خیبر سے راج کماری تک گونج رہا تھا۔ اسی پکار پر قوم کھڑی ہوئی تھی۔ قائداعظم کی سو سے زیادہ تقاریر اس مقصد کو واضح کرتی ہیں۔ یہاں تک کہا ہے کہ لوگ پوچھتے ہیں پاکستان کا دستور کیا ہوگا، پاکستان کا دستور تو چودہ سو سال پہلے آچکا ہے اور وہ قرآن وسنت ہوگا۔ لہٰذا قیام پاکستان کا اصل مقصد ایک ایسا خطہ حاصل کرنا تھا جہاں پر اسلام کے اصولوں کے مطابق ہم اپنی زندگی گزار سکیں۔ اسی مقصد کے لیے قوم نے قربانیاں دیں۔ تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت پاکستان کے لیے ہوئی۔ اگر ان لمحات کو ذہن میں لائیں تو آپ کو کہیں تڑپتی ہوئی لاشیں نظر آئیں گی، کہیں مسلم خواتین کنوؤں اور دریاؤں میں چھلانگیں لگاتی ہوئی نظر آئیں گی، کہیں ریل کے ڈبے اور بوگیاں لاشوں سے اٹی ہوئی نظر آئیں گی۔ یہ سب قربانیاں کسی خاص مقصد کے لیے تھیں۔ نماز، روزہ، حج وقربانی کی اجازت تو متحدہ ہندوستان میں بھی تھی۔ مدارس بھی چل رہے تھے۔ اگر پاکستان کے قیام کا کوئی مقصد تھا تو وہ یہ تھا کہ ہمارا آئین اور قانون اسلام کے مطابق ہو۔ ایک خدشہ یہ بھی تھا کہ متحدہ ہندوستان میں ہندو اکثریت کی حکومت ہوگی اور وہ اپنی فطرت کے مطابق مسلمانوں سے تعصب برتیں گے، ہمیں اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی نہیں گزارنے دیں گے بلکہ ہم پر اپنا آئین اور قانون مسلط کریں گے جیسا کہ اب وہاں ہورہا ہے۔ لہٰذا تحریک پاکستان کا اصل مقصد اسلامی ریاست کا قیام تھا۔ قیام پاکستان کے بعد اس مقصد کی جانب شروع میں کچھ پیش رفت بھی ہوئی۔ جیسا کہ 1949ء میں قراردادِ مقاصد پاس ہوگئی جس میں طے ہوگیا کہ پاکستان میں حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہوگی اور قرآن وسنت کی بالادستی ہوگی۔ اس کے بعد 31 علماء کے 22 نکات بھی پیش ہوگئے کہ ان کے مطابق اسلام کا نفاذ پاکستان میں ممکن ہے جس پر تمام مکاتبِ فکر کا اتفاق ہوگا۔ لیکن اس کے بعد پھر پاکستان کا سفر اُلٹی سمت میں شروع ہوگیا اور ہم اپنی اصل منزل یعنی نفاذ اسلام سے دور ہوتے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 1971ء میں پاکستان دولخت ہوگیا۔ تنظیم اسلامی کی ”بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام“ مہم کا مقصد یہی ہے کہ ہم پاکستانی قوم کو بھولا ہوا سبق دوبارہ یاد دلائیں کہ قیام پاکستان کا اصل مقصد اسلام کا نظامِ عدل اجتماعی ہے۔ عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے۔ قرآن میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا:

﴿وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ﴾ (الشوریٰ: 15)

”اور (آپ کہہ دیجیے کہ) مجھے حکم ہوا کہ میں تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔“

”بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام“ مہم کے ذریعے ہم یہی یاددہانی کروارہے ہیں اور اس کے لیے علماء، دینی جماعتوں، سیاسی اور سماجی رہنماؤں، حکمرانوں، میڈیا مالکان اور پوری قوم کو متوجہ کررہے ہیں کہ ہم اپنے اصل مقصد کی طرف لوٹیں اور اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

سوال: آپ تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ ہیں اور پورے پاکستان میں تنظیم اسلامی کے نظم کو آپ مانیٹر کررہے ہیں۔ ہماری رہنمائی فرمایئے کہ تنظیم اسلامی کی ”بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام“ عوامی رابطہ مہم کی تفصیلات کیا ہیں؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: یہ مہم تین ہفتوں پر محیط ہے۔ 11 اگست سے اس کا آغاز ہوچکا ہے اور 3 ستمبر تک یہ جاری رہے گی۔ امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ نے کراچی میں خطاب جمعہ سے اس کا آغاز کیا تھا۔ اس مہم کے دوران ہمارے رفقاء عوام تک رسائی حاصل کریں گے اور سلوگنز، بینرز، پمفلٹ، ٹی بورڈ، رکشہ فلیکس، لٹریچر، سوشل میڈیا، سیمینارز اور دیگر ذرائع سے اپنا پیغام پہنچانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ علماء، دینی جماعتوں، سیاسی وسماجی رہنماؤں، صحافیوں اور دیگر اہم شخصیات سے جاکر ہمارے رفقاء ملاقات کریں گے اور ان کو امیر تنظیم اسلامی کی جانب سے خطوط بھی پہنچائیں گے۔ اسی طرح ہم خطباء سے بھی اپیل کریں گے اور کچھ میٹریل بھی ان تک پہنچائیں گے تاکہ وہ اپنے خطبات جمعہ میں اس پیغام کو عام کریں۔ اس کے علاوہ کچھ ریلیوں کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔ کارنر میٹنگز ہوں گی، ڈور ٹو ڈور گشت ہوگا، مارکیٹوں میں گشت ہوگا، پریس کلبوں کے سامنے اور دیگر اہم مقامات پر مظاہرے بھی ہوں گے۔ اس کے علاوہ ہم اس موضوع پر سیمینارز کا بھی اہتمام کریں گے۔ اس حوالے سے پہلا سیمینار ہم 14 اگست کو کراچی میں کرچکے ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی اس دوران مختلف علاقوں کے دورے کریں گے اور مختلف مقامات

پرخطبات فرمائیں گے۔ان سیمینار میں ہم دیگر شخصیات کو بھی دعوت دے رہے ہیں۔ان تمام کوششوں کا مقصد یہ ہے کہ ہم قیام پاکستان کے حوالے سے بھولا ہوا سبق یاد دلائیں۔

سوال: صوبائی اور قومی سطح پہ نگران سیٹ اپ آچکے ہیں، ان حالات میں جب پوری قوم آئندہ عام انتخابات کی تیاری میں مصروف ہے ہم تین ہفتے کی یہ مہم چلا رہے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے عدل اجتماعی کا نفاذ کیا جائے تو ان حالات میں یہ مہم کتنی موثر ہوگی؟

خورشید انجم: نفاذ عدل اسلام محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا مستقل موضوع تھا اور اس کو وہ ایک مثال کے ذریعے سمجھایا کرتے تھے کہ ایک ہے کسی انسان کا زندہ رہنا اور ایک ہے کسی انسان کا مسلمان ہونا۔ اسی طرح ایک ہے ملک کا قائم رہنا اور ایک ہے اس میں اسلام کا نافذ ہونا۔ جب تک اسلام کا نظام غالب نہیں ہوجاتا تب تک اس ملک کو چلانے کے لیے اور اس کو قائم رکھنے کے لیے جمہوری پراسس اور انتخابات کا ہوتے رہنا ضروری ہے تا کہ گھٹن پیدا نہ ہو، البتہ وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ انتخابات کے ذریعے اس ملک میں اسلام غالب نہیں ہوسکتا۔ جمہوریت اور انتخابات کے ذریعے چلتے نظام کو چلایا جاسکتا ہے، اس کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا، اس طریقے سے صرف چہرے بدلتے ہیں، نظام نہیں بدلتا ہے۔ اب تو عوام بھی جان چکے ہیں اور 76 برس کی تاریخ بھی ہمارے سامنے ہے، چند خاندان اور مخصوص طبقہ ہی ہم پر مسلط ہے، چچا گیا تو بھتیجا آجاتا ہے، باپ گیا تو بیٹا آجاتا ہے، 76 سال سے اسی شیطانی گھن چکر میں عوام کو جکڑ رکھا ہے۔ اب جبکہ الیکشن کی ازسرنو تیاریاں ہورہی ہیں اور عوام اس گھن چکر سے عاجز آچکی ہے تو یہی صحیح وقت ہے کہ عوام کو اصل مقصد اور راستے کی طرف متوجہ کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ نظام کو تبدیل کرنے کے لیے ایک انقلابی عمل کی ضرورت ہے۔ اسلامی انقلاب کے لیے کوشش کرنا اور جدوجہد کرنا نبوی سنت ہے۔ ہمارے تمام تر دنیوی اور اُخروی مسائل کا حل اسی میں ہے کہ ہم اس مقدس اور نبوی مشن کے ساتھ جڑ جائیں۔ اسلام کا کیچ ورڈ عدل ہے۔ جب عدل کا یہ نظام نافذ ہوگا تو ہر امیر اور غریب کے ساتھ انصاف ہوگا، روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم، علاج یہ ساری ضرورتیں فراہم کرنا ایک اسلامی فلاحی ریاست کی ذمہ داری ہوگی۔ جب عدل اور انصاف ہوگا تو پاکستان کو بھی استحکام نصیب ہوگا اور عوام بھی خوشحال ہوں گے۔

سوال: کیا آپ دیانتداری سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے عوام الیکشن کی سیاست اور اس کے نتائج سے اُکتا چکے ہیں اور واقعتاً کوئی دوسرا راستہ دیکھ رہے ہیں؟

خورشید انجم: الیکشن کے نتیجے میں جو کچھ ہوتا ہے عوام اب اس سے اُکتا چکے ہیں، الیکشن بھی انجینئرڈ قسم کے ہوتے ہیں اور نتائج بھی۔ کوئی تبدیلی، کوئی بہتری اس عمل سے 76 سال میں نہیں آسکی۔ لہٰذا عوام مایوس ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ نظام تبدیل ہو لیکن وہ جانتے ہیں کہ الیکشن سے یہ تبدیلی نہیں آسکتی ہے لہٰذا لوگ ہماری دعوت پر غور کررہے ہیں اور تسلیم کررہے ہیں کہ اس کے لیے انقلابی جدوجہد ہی واحد راستہ ہے۔

> **عوام انتخابات کے گھن چکر سے مایوس ہو چکے ہیں لہٰذا یہی صحیح وقت ہے کہ انہیں بتایا جائے کہ ہمارے تمام مسائل کا حل اسلام کے نظام عدل اجتماعی میں ہے**

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: ووٹرز کا ٹرن آؤٹ الیکشن میں بہت کم رہ گیا تھا۔ پھر 2018ء میں جب نئی پارٹی آئی اور لوگوں کی امید بندھی تو ٹرن آؤٹ تھوڑا بہتر ہوا لیکن اس کے بعد پھر عوام مایوس ہیں کیونکہ ساڑھے تین سالہ دورِ اقتدار میں نئی پارٹی بھی کچھ ڈیلیور نہیں کرسکی حالانکہ اس دور میں تمام ادارے اور مقتدر قوتیں ایک پیج پر تھیں۔ لہٰذا اب عوام کسی دوسرے آپشن کی تلاش میں ہیں اور یہی صحیح وقت ہے کہ ہم انہیں وہ پیغام دیں کہ پاکستان کے تمام مسائل کا حل اسلام کے نظام عدل میں ہے۔ یہ وقت کی ضرورت بھی ہے کیونکہ اگر بیلٹ کا راستہ رُکتا ہے تو دوسرا ذریعہ bullet آجائے گا۔ جبکہ سب سے بہتر راستہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اس کی تشریح میں فرماتے تھے کہ ایک منظم اور پُرامن تحریک جو منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں چلائی جائے وہی حقیقی معنوں میں انقلاب لاسکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصف: 9) ''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کردے اس کو پورے نظامِ زندگی پر'' یہ نبی اکرم ﷺ کا مشن تھا اور یہ مشن دوبارہ بھی کامیاب ہوگا۔ حدیث نبوی ﷺ میں بشارت موجود ہے کہ پورے روئے زمین پر اللہ کا دین ایک بار پھر نافذ ہوگا اور اسی طریقے پر نافذ ہوگا۔

سوال: اس وقت ہر دینی اور مذہبی جماعت کے منشور میں نفاذ شریعت کا ہدف شامل ہے، تنظیم اسلامی ایسی دینی اور مذہبی جماعتوں کا اتحاد بنا کر ایسی کوئی مہم چلانے کی بجائے اکیلے یہ مہم کیوں چلا رہی ہے؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: اس وقت باقی تمام دینی جماعتیں جن کے منشور میں نفاذ شریعت موجود ہے وہ الیکشن کے راستے پر جارہی ہیں۔ جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس راستے سے نظام تبدیل نہیں ہوگا۔ لہٰذا جب تک نظام تبدیل نہیں ہوتا ہم لوگوں کو دعوت دیتے رہیں گے۔ 14 اگست کو کراچی میں ہمارا سیمینار ہوا ہے اس میں بھی اکثر دینی جماعتوں کے نمائندے موجود تھے وہاں بھی ہم نے اپنی دعوت پیش کی کہ اگر اس نظام کو تبدیل کرنا ہے تو اس کے لیے انقلابی راستہ اپنانا ہوگا۔

خورشید انجم: اسلام کے نفاذ کے حوالے سے پاکستان میں جو بھی کوششیں ہوئی ہیں ان میں تنظیم اسلامی اپنے قیام کے وقت سے شامل رہی ہے۔ مثلاً محمد خان جونیجو کے دور میں ایک شریعت محاذ بنا تھا۔ اس میں تنظیم اسلامی شامل تھی اور ایک اہم حیثیت میں اپنا رول ادا کیا تھا۔ پھر اسی طرح 1999ء میں متحدہ اسلامی انقلابی محاذ بنا تھا۔ اس میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ ایک سال کے لیے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ اسی طرح متحدہ مجلس عمل کی بھی بانی محترم نے تائید کی تھی۔ اس وقت تنظیم اسلامی ملی یکجہتی کونسل کا حصہ ہے اور متحرک کردار ادا کررہی ہے۔ تنظیم اپنے طور پر سال میں ایک بڑی مہم چلاتی ہے جیسا کہ یہ ''بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام'' مہم ہے۔ باقی سارا سال بھی تنظیم کی مہمات چلتی رہتی ہیں۔ یعنی ہم داخلی سطح پر بھی کوششیں کررہے ہیں اور دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر بھی کام کررہے ہیں، جہاں سے بھی ہمیں دعوت آتی ہے ہم جاتے بھی ہیں اور دوسروں کو بلاتے بھی ہیں۔ اس طرح باہمی تعاون بھی جاری ہے۔

سوال: ملک گیر سطح پر جو مہمات چلتی ہیں ان میں رفقاء تنظیم اسلامی کی بھرپور شرکت کے لیے ذہنی اور فکری رہنمائی کیسے کرتے ہیں؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: جب کسی مہم کا آغاز ہوتا ہے تو پہلے مرکز میں مشاورت سے طے ہوتا ہے۔ ذمہ داریاں تقسیم کی جاتی ہیں اور مختلف شعبوں کو تفویض کی

جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ چیزیں شعبہ نشر واشاعت میں تیار ہوتی ہیں اور کچھ شعبہ تربیت تیار کر رہا ہوتا ہے۔ ان میں خطوط کی تیاری، سلوگنز، ہینڈ بلز اور مختلف چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ پھر ہر سطح پر منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ ہر مہم سے قبل امیر تنظیم کی جانب سے رفقاء کے نام ایک ویڈیو پیغام جاری کیا جاتا ہے۔ یہاں سے رفقاء کی ذہنی تیاری کا آغاز ہوجاتا ہے۔ پھر مہم سے ایک دن قبل امیر تنظیم اسلامی کا ایک پیغام تمام رفقاء و احباب اور عوام الناس کے لیے بھی جاری کیا جاتا ہے۔ پھر مختلف اجتماعات میں رفقاء کو مہم کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو لٹریچر عوام میں تقسیم ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہم رفقاء کو مطالعہ کے لیے دیتے ہیں تاکہ انہیں علم ہو کہ وہ عوام کو کیا آگاہی دینا چاہتے ہیں۔ پھر جہاں سیمینار ہوتا ہے تو اس کو براہ راست بھی رفقاء و احباب سن رہے ہوتے ہیں۔ ابھی کراچی میں جو سیمینار ہوا ہے تو اس کی live streaming بھی کی گئی۔ اسی طرح تنظیم کی تینوں سطحوں (اُسرہ، مقامی تنظیم، حلقہ جات) پر ذمہ داران کی میٹنگز ہوتی ہیں اور مہم کی تیاری کی جاتی ہے۔ اُسرے کی سطح پر ڈور ٹو ڈور گشت کرنا، ایک ایک فرد سے جا کر ملنا اور تنظیم کا پیغام پہنچانا، لٹریچر کی تقسیم، رکشہ فلیکس اور بینرز وغیرہ لگانا شامل ہے۔ مقامی تنظیم کی سطح پر کارنر میٹنگز، مختلف جگہوں پر مظاہرے اور ریلیوں کا اہتمام، حلقے کی سطح پر سیمینارز کا انعقاد شامل ہے۔ اس طرح مختلف سطحوں سے ذمہ داریاں ادا ہوتی ہیں اور ان کی نگرانی ہر حلقہ کا ناظم دعوت کرتا ہے لیکن بعض مقامات پر ہر مہم کا ایک ناظم مقرر کیا جاتا ہے جو مسلسل نگرانی کر رہا ہوتا ہے اور روزانہ کی بنیاد پر مرکز کو رپورٹ دے رہا ہوتا ہے کہ کہاں پر کیا چیز ہو رہی ہے، کس طرح کام ہو رہا ہے، کہیں پر کچھ خامیاں پیدا ہوتی ہیں، کچھ سوالات اُٹھتے ہیں تو آئندہ ان کا ازالہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ الحمدللہ تنظیم اسلامی کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ ہم کوئی ایسا کام نہیں کرتے کہ جس میں ملک وقوم کو کوئی نقصان پہنچے۔ ہم مظاہروں اور ریلیوں کے دوران روڈ بلاک نہیں کرتے۔ جہاں بھی کوئی پروگرام کرتے ہیں تو مقامی انتظامیہ کو پہلے اس سے آگاہ کرتے ہیں اور اجازت حاصل کرتے ہیں۔

سوال: ایسی عوامی مہمات کا عوام میں کیا رسپانس ہوتا ہے۔ کیا اس کے کوئی قابل محسوس فوائد عوام میں آپ کو بھی نظر آئے ہیں، آپ کا اس حوالے سے کیا تجزیہ ہے، اپنا تجربہ شیئر کیجئے؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: الحمدللہ۔ اس کے فوری نتائج قابل ذکر ہیں۔ مثال کے طور پر تنظیم کی موجودہ مہم جو ’’بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام‘‘ کے نام سے چل رہی ہے۔ اس حوالے سے جب ہم عوام کو بتاتے ہیں کہ بحیثیت پاکستانی قوم ہم اس وقت جن مسائل، مصائب اور خطرات میں گھرے ہوئے ہیں ان کی وجوہات کیا ہیں تو عوام اتفاق کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے دل کی بات کر رہے ہیں تو یہی وقت ہوتا ہے جب ان کو بتایا جائے کہ ان تمام مسائل اور مصائب سے نکلنے کا حل کیا ہے۔ قوم کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے اور ہم بتاتے ہیں کہ انفرادی سطح پر ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں اور اجتماعی سطح پر ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں۔ وہ بھولا ہوا سبق ہم یاد دلاتے ہیں کہ ہم اپنے اصل کی طرف لوٹیں۔ اس مہم میں خاص طور پر ہم نفاذِ عدلِ اسلام کی بات کرتے ہیں لیکن بحیثیت مسلمان ہمارا اصل ہدف اُخروی نجات ہے۔ اس کے لیے توبہ انفرادی سطح پر بھی ہے اور اجتماعی سطح پر بھی ہے۔ انفرادی سطح کی توبہ یہ ہے کہ ہم اپنی ذات پر اسلام کو نافذ کریں۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں عدل قائم ہو تو وہ عدل میرے گھر میں بھی ہو، میرے دفتر میں بھی ہو، میرے بزنس میں بھی ہو۔ پھر اجتماعی سطح پر توبہ یہ ہے کہ ہم اجتماعی سطح پر نفاذِ عدلِ اسلام کی جدوجہد میں شریک ہوں۔ ظاہر ہے اس کے لیے کسی اجتماعیت سے جڑنا ضروری ہوتا ہے۔ تنظیم اسلامی ان کے سامنے یہ پروگرام بھی رکھتی ہے۔ بہر حال ایسی مہمات کے خاطر خواہ فوائد نظر آتے ہیں، لوگوں تک آگاہی پہنچتی ہے اور لوگ رجوع بھی کرتے ہیں۔ چند واقعات شیئر کروں گا۔ ایک موقع پر سود کے خلاف تنظیم کی مہم جاری تھی، انہی دنوں وفاقی شرعی عدالت میں سود کے خلاف کیس بھی چل رہا تھا۔ پاکستان کے ایک بڑے اخبار نے لیڈنگ سٹوری شائع کی کہ ہم نے آج تک ایسا مظاہرہ کبھی نہیں دیکھا کہ ٹریفک بھی چل رہی ہے اور سینکڑوں لوگ مظاہرہ میں ڈھائی میل لمبی قطار میں کھڑے ہیں، ہاتھوں میں پلے کارڈ اُٹھا رکھے ہیں، کچھ لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں۔ اس مظاہرہ کے دوران لوگ آتے تھے، ہم سے ملتے تھے اور پوچھتے تھے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے، ہم آپ کے ساتھ کس طرح شامل ہو سکتے ہیں۔ ہمارا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو توبہ کی طرف متوجہ کیا جائے کیونکہ اصلاح کے سارے دروازے اس کے بعد ہی کھلتے ہیں۔ اسی طرح کئی مرتبہ حیاء کے حوالے سے اور بے حیائی اور فحاشی کے خلاف تنظیم کی مہمات جاری تھیں تو کئی بڑے لوگوں نے پیش کش کی کہ ہم بھی آپ کی اس مہم میں حصہ ڈالنا چاہتے ہیں اور کبھی کسی بزنس مین نے اپنا بل بورڈ پیش کر دیا کہ ایک دو ماہ کے لیے آپ اپنا پیغام اس کے ذریعے پھیلا سکتے ہیں۔ کئی جگہوں پر اب بھی تنظیم کے بینرز لگے ہوئے ہیں اور لوگ صدقہ جاریہ کے طور پر ان کو لگا رہے ہیں۔ اسی طرح کئی لوگ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ہینڈ بلز مزید چھپوا کر تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ الحمدللہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے زمانے سے ہم نے اپنی کسی چیز پر copyrights نہیں رکھے، ہم صرف یہ کہتے ہیں جو چیز بھی آپ پرنٹ کروا رہے ہیں وہ ایک مرتبہ ہمیں دکھا دیں تاکہ اس میں کوئی ردوبدل نہ ہو جائے۔ اس کے بعد آپ خود چھپوائیں اور تقسیم کریں۔ الحمدللہ۔ بہت سارے لوگوں نے اس حوالے سے بھی تنظیم سے تعاون کیا۔ پھر ان مہمات کی وجہ سے کئی لوگ تنظیم سے رابطہ کرتے ہیں، ہمارے پروگرامز میں شرکت کرتے ہیں اور ان میں سے بعض تنظیم میں بھی شامل ہوتے ہیں۔

خورشید انجم: ’’بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام‘‘ مہم کا پس منظر یہ ہے کہ 1982ء میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے استحکام پاکستان کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی اور اس پر ان کے مختلف لیکچرز بھی پورے ملک میں ہوئے تھے۔ ان میں ڈاکٹر صاحبؒ نے بڑے واضح انداز میں قوم کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ پاکستان کا قیام ایک معجزہ تھا اور یہ صرف کلمہ طیبہ کی بنیاد پر ممکن ہوا تھا۔ اس کے پیچھے نہ کوئی تاریخی عوامل کارفرما تھے، نہ ہی کوئی نسلی ولسانی محرک تھا، نہ کوئی جغرافیائی تقدس حاصل تھا۔ صرف کلمہ کی بنیاد پر یہ ملک بنا اور کلمہ کے نفاذ سے ہی اس کا استحکام اور اس کی بقاء مشروط ہے۔ اگر اسلام آئے گا تو یہ ملک بچے گا۔ اس کا طریقہ بھی انہوں نے بتایا کہ یہ منہج انقلاب نبوی کی روشنی میں ممکن ہوگا۔ اس وقت ملک گیر سطح پر ایک بحث چل رہی ہے کہ مہنگائی ہے، ظلم ہے، عوام مصائب میں پھنسے ہوئے ہیں، غربت ہے۔ ہم عوام میں اس حوالے سے شعور اُجاگر کرتے ہیں کہ ان تمام مسائل سے نکلنے کا واحد حل اسلام کا نظام عدل ہے۔ عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے جب ایران کو فتح کیا تھا تو ایرانیوں نے کہا تھا کہ آپ لوگ پہلے بھی آتے تھے لوٹ مار کرتے تھے اور چلے جاتے تھے۔ اب واپس کیوں نہیں جاتے۔ آپؓ نے جواب دیا تھا کہ اب ہم خود نہیں آئے بلکہ ہمیں بھیجا گیا ہے تاکہ ہم لوگوں کو جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی کی طرف لائیں اور بادشاہوں کے ظلم وستم سے

نکال کر عدل کے نظام کی طرف لائیں ۔ ہمارے ہاں جب نفاذ شریعت کی بات کی جاتی ہے تو لوگوں کے ذہن صرف چند سزاؤں کا تصور اُبھر آتا ہے حالانکہ شریعت صرف چند سزاؤں کے نفاذ کا نام نہیں ہے بلکہ شریعت عدل کا ایک پورا نظام عطا کرتی ہے۔ جب وہ نظام قائم ہو جائے گا تو لوگوں کو روٹی، کپڑا، مکان فراہم کرنا اور بنیادی ضروریات فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری بن جائے گی۔ جب لوگوں کو حقوق ملیں گے تو جرائم خود بخود کم ہو جائیں۔ اسلام پہلے لوگوں کو حقوق دینے کا تقاضا کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا تو آپؓ نے چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا معطل کر دی تھی۔ اسلامی فلاحی ریاست کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو انصاف فراہم کیا جائے۔

سوال: امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایک اہم دینی اصطلاح ہے۔ اسی دینی فریضے کی ادائیگی کے لیے یہ مہمات بھی چلائی جاتی ہیں اور دینی اور مذہبی جماعتیں بھی اسی کے لیے کام کر رہی ہیں۔ کیا یہ کام ہمہ وقتی نہیں ہے۔ مخصوص دن اور تاریخیں مقرر کر کے یہ کام کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

خورشید انجم: امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایک ایسا بنیادی فریضہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں تقریباً دس مرتبہ آیا ہے۔ البتہ نہی عن المنکر کا تقاضا اور تذکرہ خصوصی طور پر آیا ہے۔ کسی بھی بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح اس کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ ، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ ، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ)) (رواہ مسلم) ”جب تم کسی برائی کو دیکھو تو اسے اپنے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرو، اگر اس کی قوت نہیں ہے تو زبان سے روکو، اس کی بھی سکت نہیں ہے تو دل میں بُرا جانو اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“ دوسری حدیث میں اسی کی وضاحت کی گئی ہے اور تینوں درجوں کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اس کے بعد ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں ہے۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے کہ اس کے لیے کوئی دن یا تاریخ مقرر کر دینا کیسا ہے تو اس حوالے سے عرض یہ ہے کہ انفرادی سطح پر تو یہ فریضہ ہمہ وقت ہے۔ اجتماعی سطح پر اُسرہ، مقامی تنظیم اور حلقہ کی سطح پر بھی اکثر آگاہی منکرات مہمات چلتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض current issues ہوتے ہیں اس دوران بھی مظاہرے، ریلیاں، سیمینار وغیرہ ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ہمارا ایک مستقل کرنے کا کام ہے۔ البتہ سال میں ہم ایک مہم ذرا بڑے لیول پر چلاتے ہیں جس میں ہم کسی خاص ایشو پر فوکس کرتے ہیں۔ جیسا کہ حالیہ ”بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام“ مہم ہے۔ اس مہم کے دوران ہم اس بات کو اجاگر کر رہے ہیں کہ اسلام کا نظام عدل نافذ ہوگا تو پاکستان بچے گا۔

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: ایسا نہیں ہے کہ جب ہم یہ مہم چلا رہے ہیں تو تنظیم اسلامی کی جو معمول کی مصروفیات ہیں وہ ختم ہو جائیں گی۔ الحمدللہ، ساری محنتیں ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ تمام رفقاء کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ معمول کے مطابق تربیتی اجتماع بھی ہو رہے ہیں، کورسز بھی ہو رہے ہیں، اُسرے اور اجتماعات بھی ہو رہے ہیں اور ساتھ یہ مہم بھی چل رہی ہے۔ ۞۞۞

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(10 تا 14 اگست 2023ء)

جمعرات (10-اگست) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (11-اگست) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب فرمایا۔ حلقہ کراچی وسطی کے دورہ کے تحت بعد نماز عصر تعمیرات کے شعبہ سے وابستہ (بلڈرز) حضرات کی ایسوسی ایشن ”آباد“ کے ذمہ داران سے ان کے دفتر واقع گلستان جوہر میں ملاقات ہوئی۔ آباد بلڈرز کے چیرمین راحیل رنج نے ایسوسی ایشن کی ترتیب اور طریقہ کار کی وضاحت کی اور بتایا کہ وہ بلڈرز اور اراکین کے مسائل حل کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ غیر قانونی تعمیرات اور پورشن مافیا کے خلاف جدو جہد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ امیر محترم نے اپنی گفتگو میں بانیٔ محترمؒ کی قرآنی خدمات اور تنظیم اسلامی کا تعارف کروایا اور بلڈرز کے کام کے حوالے سے انہیں کچھ مشورے دیے۔

ہفتہ (12 اگست) کو صبح 9:30 بجے تنظیم کے سینئر رفقاء صباح الہدیٰ اور سید محمد حسن سے مقامی امیر کے ہمراہ ان کی رہائش گاہوں پر ملاقات وعیادت کی۔ صبح 11 بجے جناب ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی، رکن اسلامی نظریاتی کونسل سے ان کے ادارہ سٹی آف نالج میں ملاقات ہوئی۔ دن 1 بجے نئے مقامی امراء شاہد احمد خان (گلشن جمال) اور مصطفیٰ احمد (رضوان سوسائٹی) سے دفتر حلقہ میں ملاقات کی۔ بعد نماز عصر چائے پر فاران کلب انٹرنیشنل گلشن اقبال میں تاجر برادری سے تعلق رکھنے والے احباب سے ملاقات کی۔ بعد نماز عشاء مسجد فرقان گلزار ہجری میں ”ہمارے مسائل کا حل: نفاذ دین اسلام“ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ عشائیہ پر سوسائٹی و مسجد کی کمیٹی کے لوگوں سے غیر رسمی ملاقات بھی رہی۔

اتوار (13 اگست) صبح 6:30 بجے حلقہ کراچی وسطی کے تمام ذمہ داران سے ناشتہ پر ملاقات کی۔ بعد ازاں امیر حلقہ نے حلقہ کے معاونین اور تناظیم کے امراء کا تعارف پیش کیا۔ امراء تناظیم نے اپنی اپنی تنظیم کے ذمہ داران اور علاقے کا تعارف کروایا۔ سوال و جواب کی نشست ہوئی جو تقریباً دو گھنٹہ جاری رہی اور دعا پر اس نشست کا اختتام ہوا۔ 10:00 بجے اوشین بینکوئٹ، گلستان جوہر میں کل رفقاء نشست منعقد ہوئی۔ امیر حلقہ نے حلقہ کراچی وسطی کے علاقہ جات کا تعارف پیش کیا اور ملتزم مبتدی رفقاء اور نقباء کی تعداد سے آگاہ کیا۔ امیر محترم کی جانب سے تمہیدی گفتگو کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی جو تقریباً ڈھائی گھنٹہ جاری رہی۔ بعد ازاں مبتدی و ملتزم رفقاء سے بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس دوران نائب ناظم اعلیٰ جنوبی زون انجینئر سید نعمان اختر، امیر حلقہ عارف جمال فیاضی اور نائب امیر حلقہ ڈاکٹر انوار علی امیر محترم کے ساتھ موجود رہے۔

پیر (14 اگست) کو وینیو بینکوئٹ ہال کراچی میں ”بقائے پاکستان - نفاذِ عدل اسلام“ کے موضوع پر کراچی کے تینوں حلقوں کے زیر اہتمام سیمینار سے خطاب کیا۔ مقررین میں مفتی منیب الرحمن (بذریعہ ویڈیو پیغام)، مولانا فضل سبحان (مکتبہ دیوبند)، شیخ ضیاء الرحمن المدنی (مکتبہ اہل حدیث)، محمد حسین محنتی (جماعت اسلامی) اور تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت ایوب بیگ مرزا شامل تھے۔ بحمد اللہ، شرکاء کی تعداد 2000 سے زائد تھی۔

اسلامی نظام کی نظریاتی اساس: ایمان (6)

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے 1988ء کے ایک خطاب کی تلخیص

قرآن کریم میں موجود جلی اور مخفی حقیقتوں کا یقین کامل

مَیں نے آپ کے سامنے جو کچھ بیان کیا‘ اس میں کچھ تو جلی اور واضح چیزیں ہیں جو ہر فرد کے ذہن کی گرفت میں آسکتی ہیں اور جو ہر شخص کے لیے لازمی بھی ہیں۔ یہ چیزیں آپ کو قرآن کے ہر صفحے پر مل جائیں گی‘ جبکہ کچھ چیزیں اشارات کی صورت میں آئی ہیں۔

وہ چیزیں جو ہر شخص کے جاننے کی ہیں اور قرآن میں جلی انداز سے آئی ہیں‘ ان میں سے پہلی شے ایمان باللہ ہے۔ ایمان باللہ ہی انسان میں نیکی کا جذبۂ محرکہ (motivating force) پیدا کرنے والی اصل شے ہے۔ دل میں ایمان موجود ہو تو آدمی اللہ کی محبت کی بنا پر بھلائی کے کام کرتا ہے اور اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لیے بدی سے رکتا ہے۔ وہ ہر دم ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں میرا اللہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ ایمان باللہ گویا مثبت قوتِ محرکہ ہے۔ دوسری شے ایمان بالآخرۃ ہے۔ ایمان بالآخرۃ بھی قوتِ محرکہ ہے‘ لیکن یہ ایک طرح کا کوڑا ہے۔ یہ یقین کہ قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا‘ جواب دہی ہوگی‘ میرا ایک ایک عمل میرے سامنے آجائے گا‘ یہ دراصل انسان کے اندر اُسے شر سے بچانے اور خیر کی طرف راغب کرنے کی ایک منفی قوت ہے‘ اگرچہ اس کا بھی ایک مثبت پہلو ہے۔ بہرحال یہ دونوں چیزیں اتنی اہم ہیں کہ ہر فرد کی ضرورت ہے۔ شیخ احمد سرہندیؒ نے انہی کو مبدأ و معاد سے تعبیر کیا ہے۔ تیسری چیز ایمان بالرسالت ہے۔ ایمان بالملائکہ‘ ایمان بالکتاب اور ایمان بالرسل یہ تینوں ایمان بالرسالت کے اجزاء ہیں۔

البتہ بعض حقائق جو ذرا مخفی ہیں‘ قرآن حکیم میں اشارات کی صورت میں آئے ہیں۔ مثلاً اس دنیا میں آنے سے پہلے بھی ہماری ایک زندگی ہے‘ قرآن نے اس کو زیادہ نمایاں نہیں کیا‘ صرف ایک دو مقامات پر اشارے دیے ہیں۔ مثلاً قرآن حکیم میں اہل جہنم کی فریاد نقل ہوئی ہے:

﴿قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ (11)﴾ (المؤمن)

’’وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! تُو نے ہمیں دو مرتبہ مارا اور دو مرتبہ زندہ کیا‘ پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں‘ تو کیا اب یہاں سے نکلنے کا بھی کوئی راستہ ہے؟‘‘

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ہماری روحوں کو پیدا کیا۔ اس کے بعد ارواح کو گویا کسی کولڈ سٹوریج میں رکھ دیا۔ یہ گویا اماتتِ اولیٰ ہے۔ پھر انسان کا یہاں احیاء ہوا‘ جب اس کے جسد خاکی کے ساتھ جو رحم مادر میں تیار ہوا‘ اس کی روح کو شامل کیا گیا۔ یہ احیائے اولیٰ ہے۔ پھر اس پر موت واقع ہوگی جب انسان اس دنیا کو چھوڑ جائے گا‘ اور یہ ’’اماتتِ ثانیہ‘‘ ہوگا‘ جس کے بعد انسان کا زمین والا حصّہ زمین میں رہ جائے گا اور جو آسمان سے آیا تھا وہ آسمان کی طرف چلا جائے گا۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا: ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (55)﴾ (طٰہٰ) ’’اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے‘‘۔ تا آنکہ جب بعث بعد الموت کا مرحلہ آجائے گا تو انسان کو زمین سے نکالا جائے گا۔ یہ گویا دو اماتتیں اور دو احیاء ہو گئے جو سورۃ المؤمن کی مذکورہ بالا آیت میں بیان ہوئے۔

اسی طرح اس بات کی طرف بھی صرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے اور اُس کا اصل وجود کون سا ہے؟ انسان کا اصل وجود یہ جسد حیوانی نہیں بلکہ کچھ اور (روحِ ربانی) ہے۔ اللہ تعالیٰ اور روحِ انسانی کے درمیان اتنا گہرا ربط و تعلق ہے کہ جب انسان اللہ کو بھول جاتا ہے تو گویا اپنے وجود کو بھی بھلا دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ﴾ (الحشر:19) ’’ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے ان کو اپنے آپ سے غافل کر دیا‘‘۔ یعنی اللہ کو بھلانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اپنی حقیقت کو فراموش کر بیٹھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اشرف المخلوقات سمجھنے کے بجائے‘ بس زیادہ ارتقاء یافتہ حیوان سمجھ لیا۔ یہ دراصل اللہ کو بھلانے کی نقد سزا ہے جو انہیں اسی دُنیا میں مل رہی ہے۔ یہاں ’’اَنْفُسَهُمْ‘‘ (اپنے آپ) سے مراد وجودِ حیوانی نہیں ہو سکتا‘ اس لیے کہ کوئی بھی شخص اپنے حیوانی وجود کو نہیں بھولتا۔ اس کا نفع و نقصان اور اس کی تکلیف و راحت کا خیال تو اُسے ہر دم رہتا ہے۔ اسی کو تو خوش رکھنے کی خاطر وہ حلال و حرام کی بھی پروا نہیں کرتا۔ انسان اپنے جس وجود سے غافل ہو جاتا ہے وہ دراصل اُس کا روحانی وجود ہے‘ اور یہی اصل وجود ہے۔ اُپنشد کا ایک بہت خوبصورت جملہ ہے:

" Man in his ignorance identifies himself with the material sheeths which encompass his real self."

’’انسان اپنی نادانی اور جہالت میں اپنے آپ کو ان مادّی غلافوں سے تعبیر کر بیٹھتا ہے جن کے اندر اُس کی اصل حقیقت مضمر اور پنہاں ہے۔‘‘

انسان کی اصل انا‘ اس کی اصل خودی اس کا وہ روحانی وجود ہے جو حقیقت میں مسجودِ ملائک بنا‘ نہ کہ یہ حیوانِ انسان۔ از روئے الفاظِ قرآنی:

﴿فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (72)﴾ (صٓ)

’’پھر جب مَیں اس کو درست کرلوں اور اُس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔‘‘

افسوس کہ انسان اپنے اصل روحانی وجود کو بھول گیا۔ جب تک اسلامی نظامِ حیات کی یہ فکری اساس ہمارے اندر مستحکم نہ ہو جائے‘ حقیقتِ کائنات کا یہ پورا تصور دل و دماغ میں راسخ نہ ہو جائے‘ تب تک اسلامی نظامِ حیات کا نفاذ یا اسلامی انقلاب‘ یہ صرف ایک آرزو اور تمنا ہی رہے گی۔ اسلامی نظام کے بالفعل نفاذ کے لیے پہلا کام یہ ہے کہ فکرِ اسلامی کی تشکیل نو ہو اور ایمان ایک روشن یقین (burning faith) کی شکل اختیار کرے‘ اگلا قدم پھر ہی اٹھ سکے گا۔

یقینِ قلبی کا ذریعہ: قرآن مجید

مَیں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی تفصیلات میں

توکسی کو اختلاف ہوسکتا ہے‘لیکن کم ازکم اس کی واضح اور کھلی کھلی باتیں تو ہر مسلمان مانتا ہے‘البتہ اصل کمی یقین کی ہے جب کہ یقینِ قلبی بہت ضروری ہے۔ بقولِ اقبال ؎

یقیں پیدا کر اے ناداں‘ یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری!

لیکن اب سوال یہ ہے کہ وہ یقین کیسے پیدا ہو؟ یہ یقین کہاں سے آئے؟ اس کے لیے میں پھر عرض کروں گا کہ اس کا ذریعہ قرآن حکیم ہے۔ قرآن حکیم میں حضورﷺ سے خطاب ہوا:

’’اور (اے نبیﷺ!) اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے ایک روح (یعنی قرآن) اپنے امر میں سے۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے‘لیکن ہم نے اس (قرآن) کو ایسا نُور بنایا ہے جس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ اور بے شک (اے محمدﷺ!) آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔‘‘ (الشوریٰ:52)

حضورِ اقدسﷺ جو یقین مجسم بنے اور پھر آپؐ سے یہ یقین معاشرے کے اندر متعدی ہوا اور لوگوں میں پھیلا‘ قرآن مجید اس کا بھی یہی synthesis کرتا ہے۔ سورۃ الضحیٰ میں فرمایا: ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝﴾

’’اور اُس نے آپؐ کو تلاشِ حقیقت میں سرگرداں پایا تو ہدایت دی۔‘‘ یعنی آپؐ تفکر واعتبار (غور وفکر) کے مراحل طے کرتے ہوئے جب ایسے مرحلے تک جاپہنچے گویا حقیقت کے دروازے پر دستک دی‘ تو آپؐ پر دروازے وا کر دیے گئے۔ پھر اس کے بعد اس میں یقین کا رنگ وحی کے ذریعے سے پیدا ہوا۔ آج ہمارے دلوں میں اگر ایمان کی شمع روشن ہوسکتی ہے تو اسی نورِ وحی یعنی آیاتِ قرآنی سے ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی ہمارے اندر ایمان کی جوت جگا سکتی ہے۔ اللہ کی معرفت یوں تو ہمارے دلوں میں موجود ہے‘ لیکن وہ خوابیدہ (dormant) ہے۔ اسے بیدار کرنے کے لیے آیاتِ قرآنیہ نازل ہوئی ہیں اور یہ قرآن مجید ہی کے ذریعے متحرک (activate) ہوسکتی ہے ؎

ایسے کچھ تار بھی ہیں سازِ حقیقت میں نہاں
چھو سکے گا نہ جنہیں زخمۂ مضرابِ حواس

انسان کی فکر کی سطح پر ایمان کو (activate) کرنے کے لیے تو آیاتِ آفاقیہ موجود ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ﴿سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط﴾ (حٰمٓ السجدۃ:53)

’’ہم عنقریب اُن کو اطرافِ عالم میں اور خود اُن کی ذات میں بھی نشانیاں دکھائیں گے‘ یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔‘‘

لیکن اُس کے اندر کے تاروں کو چھیڑنے کے لیے آیاتِ قرآنیہ کا نزول ہوا ہے۔ ارشاد ہوا:

’’جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کا دوست اللہ ہے جو ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔‘‘ (البقرۃ:257)

وہ لوگ جو ذہنی صلاحیتیں رکھتے ہوں اور جنہوں نے غور وفکر کے مراحل طے کیے ہوں‘ اُن کے اندر قرآن مجید کی آیات ہی کے ذریعے سے یہ ایمان اُبھرے گا اور اسی کے ذریعے فکری جڑیں مضبوط ہوں گی۔ آپ غالب کا ایک شعر سنتے ہیں تو جھوم جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس شعر نے آپ کے وجود کے اندر کے تاروں میں سے کسی تار کو چھیڑ دیا ہے۔ آپ کا اپنا کوئی احساس تھا جو اس شعر کے ذریعے متحرک ہوا اور آپ جھوم گئے۔

ایمان ویقین حواس کے مشاہدے اور خارجی تجربہ سے پیدا نہیں ہوسکتا۔ علامہ اقبال نے تو یہاں تک ثابت کیا ہے کہ خارجی تجربہ بسا اوقات انسان کو دھوکا دے دیتا ہے۔ مثلاً آپ ایک گرم چیز کو زیادہ دیر چھونے کے بعد کم گرم شے کو چھوئیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ ٹھنڈی ہے۔ لیکن ایک ٹھنڈی شے کو چھونے کے بعد آپ اسی کم گرم شے کو چھوئیں تو معلوم ہوگا کہ وہ گرم ہے۔ اندازہ کیجیے‘ ایک ہی شے کو آپ کے حواس گرم بھی بتا رہے ہیں اور ٹھنڈا بھی۔ گویا خارجی تجربہ دھوکہ دے سکتا ہے اور اس سے انسان کو طرح طرح کے مغالطے ہوسکتے ہیں۔ یقین قلبی آیاتِ قرآنیہ سے پیدا ہوگا۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہوئے یوں محسوس کرتے ہیں گویا یہ قرآن میں لکھا ہوا نہیں بلکہ ان کے اپنے دل پر نقش ہے۔ کلام اللہ اور اُن کے دل کے درمیان اتنی ہم آہنگی اور توافق ہوتا ہے کہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو میری فطرت کی پکار ہے۔ (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْهُمْ!)

اسلامی انقلاب کے لیے فکری اساس کی پختگی

آیاتِ قرآنیہ کے ذریعے تزکیہ اگرچہ وقت طلب کام ہے‘ لیکن یہ انتہائی ناگزیر ہے۔ ایمان کی تعمیر نو (reconstruction of faith) کے لیے یہ محنت بہرحال کرنی پڑے گی۔ ضروری ہے کہ پہلے سماج کے ایک طبقے اور گروہ کے اندر یہ ایمان پیدا ہو‘ پھر اس طبقے سے متعدی ہو کر کچھ اور لوگوں کے دلوں میں گھر کرے‘ اور یہ یقین اس درجے تک ہو کہ وہ غلبۂ دینِ حق کے لیے اپنا تن من دھن لگا دینے کے لیے تیار ہو جائیں‘ اُن میں وہ قوت پیدا ہو جائے کہ اللہ کی رضا اور اُخروی فلاح کے لیے اپنی ہر شے قربان کر سکتے ہوں۔ تب صحیح طور پر اسلامی تحریک کے لیے افراد کی تیاری کی پہلی شرط پوری ہوگی۔ ایسے ہی افراد انقلاب کے مراحل سے گزرتے ہوئے وہ انقلاب لائیں گے جس سے اسلام کا نظامِ حیات بالفعل قائم ہو جائے گا۔ اگر ہم محض موروثی عقیدے‘ جو ہمیں وراثتاً منتقل ہوتا ہوا چلا آرہا ہے‘ مگر لوگوں کی سوچ اور ان کے نظامِ اقدار کے اندر سرایت کیے ہوئے نہیں ہے‘ کی بنیاد پر کوئی جذباتی تحریک اٹھا کر یا کچھ وقتی ہنگامے کھڑے کر کے‘ مطالبات کا ایک طومار سامنے لاکر‘ سیاسی تحریکیں چلاتے رہے تو اس سے کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ کرنے کا اصل کام یہ ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اُس زندہ ایمان سے نوازے جسے میں نے ’’روشن یقین‘‘ (burning faith) سے تعبیر کیا ہے۔ (آمین!) (ختم شد)

ضرورت رشتہ

☆ رفیق تنظیم، عمر 38 سال، جٹ ملہی کو عقد ثانی (پہلی بیوی سے خلع)، تعلیم ایم اے (میڈیا پروڈکشن)، برسرروزگار، راولپنڈی میں ذاتی گھر، کے لیے تعلیم ماسٹرز، عمر 28 تا 35 سال، گھریلو امور کی ماہر، مذہبی، باحجاب، قرآنی تعلیمات سے آراستہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (لڑکی کی والدہ یا قریبی رشتہ دار خواتین رابطہ فرمائیں۔)

برائے رابطہ: 0333-5199641

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال تعلیم بی ایس انڈسٹریل انجینئرنگ (یو ای ٹی، لاہور) صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0306-8437922
0305-5802903

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

سانحہ جڑانوالہ کی اصل کہانی

نعیم اختر عدنان

سٹی تھانہ جڑانوالہ کی حدود میں واقع کرسچن کالونی، علی نگری کے علاقہ میں توہین قرآن اور رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں 16 اگست 2023ء بروز بدھ کو ایک انتہائی گھناؤنا واقعہ پیش آیا۔ اُس کی تفصیلات کچھ یوں ہیں کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں درجہ چہارم کے ملازم سلیم مسیح کے دو بیٹوں مسمیان راجہ عامر سلیم مسیح اور راکی مسیح نے قرآن مجید کے مقدس اوراق پر سرخ مارکر سے نازیبا کلمات لکھے، اسی طرح کچھ اوراق پر رسالت مآب ﷺ کے بارے میں توہین آمیز اور گستاخانہ باتیں تحریر کیں، ان تحریروں میں مسلمانوں اور اُن کے عقائد کی بھی توہین کی گئی اور اُن کا مذاق اُڑایا گیا۔ ان اوراق پر اور گستاخانہ مواد پر اپنی تصاویر اور ٹیلی فون نمبر بھی درج کیے، پھر یہ مواد سینما روڈ نامی گلی میں پھینک دیا گیا۔ یہی مواد سوشل میڈیا پر بھی مذکورہ ملزمان کے دوستوں نے اپ لوڈ کیا۔ اس پر یہ چیلنج بھی تحریر تھا کہ جس نے جو کارروائی کرنی ہے وہ کر کے دیکھ لے۔ اس سارے معاملے کو سٹی تھانہ پولیس کے سامنے لایا گیا کہ بروقت اور مناسب قانونی کارروائی کی جائے۔ لیکن جڑانوالہ کے عیسائی مذہب کے حامل اے سی شوکت مسیح نے قانون کی عملداری میں سست روی کا مظاہرہ کیا اور ملزمان کے خلاف مقدمہ کا اندراج اور ان کی گرفتاری بروقت نہ کی۔ جس سے ملزمان کو بیرون ملک فرار ہونے کا موقعہ مل گیا۔ مقامی پولیس اور تحصیل و ضلعی انتظامیہ اگر قانون کے مطابق بروقت کارروائی کرتی تو جلاؤ گھیراؤ کے ناخوشگوار اور ناپسندیدہ واقعات رونما نہ ہوتے۔ بعد از خرابی بسیار اے سی شوکت مسیح کو معطل کر کے تاندلیانوالہ کے اے سی رانا اورنگ کو جڑانوالہ کا اضافی چارج دے دیا گیا۔ سانحہ جڑانوالہ کے پس پردہ اسباب و محرکات کے ضمن میں کچھ معلومات تحریر کر دی گئیں ہیں۔ آئی جی پنجاب جناب ڈاکٹر عثمان انور نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ توہین اور گستاخی کے مرتکب ملزمان بیرون ملک فرار ہو چکے ہیں۔ اس حوالے سے اہم ترین سوال یہ ہے کہ اگرچہ پاکستان جیسے مسلمان اکثریت کے ملک کو یقینی طور پر اقلیتوں کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کرنا ہوگی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اقلیتوں کے بعض عناصر کو توہین رسالت اور توہین قرآن جیسے قبیح جرائم کا ارتکاب کرنے کی کھلی چھٹی دی جائے۔ ایسے افراد کو مغربی ممالک میں وی آئی پی پروٹوکول اور شہریت سمیت تمام سہولتیں فی الفور مل جاتیں ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے تحت ماضی میں گستاخی کے مرتکب ملزموں کے خلاف مقدمات بھی درج ہوئے، سیشن کورٹس اور ہائی کورٹس سے مجرموں کو سزا بھی سنائی گئی مگر ان پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جس سے عوام میں یہ تاثر ابھرتا ہے کہ ریاست تو تحفظ ناموس رسالت میں بُری طرح ناکام ہوگئی بلکہ یہاں تک کہ رہائی پاتے ہی ان لوگوں کو ہر حکومت نے فوری طور پر بیرون ملک بھیجنے کا سرکاری طور پر انتظام کیا۔ میں ذاتی طور پر قانون کو ہاتھ میں لینے اور گھیراؤ اور جلاؤ کرنے کے سخت مخالف ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ امتِ مسلمہ کا اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور اُس کی کتاب سے گہرا روحانی اور جذباتی لگاؤ ہے جو بُری طرح مجروح ہوا ہے۔

اس تحریر کا ناچیز راقم توہین اور گستاخی کے ایک مقدمے کی پیروی کر رہا ہے۔ یہ مقدمہ تھانہ گوالمنڈی لاہور میں 2001ء میں درج ہوا۔ سیشن کورٹ نے مجرم کو سزائے موت کا حق دار قرار دیا بعدازاں لاہور ہائی کورٹ نے بھی اس سزا کو برقرار رکھا۔ اب 2017ء سے یہ کیس سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے گویا 2001ء کا مقدمہ 2023ء کو بھی انجام تک نہیں پہنچا۔ ہمارے ملک کے ذمہ داران جب آئین و قانون کی پاسداری کریں گے تو یہ عوام کے لیے مثال بنے گا اور وہ بھی اپنے بپھرتے ہوئے جذبات پر قابو پا سکیں گے۔

پریس ریلیز 25 اگست 2023ء

خارجہ پالیسی اور بین الاقوامی تعلقات میں ملکی مفاد کو ترجیح دی جائے۔

شجاع الدین شیخ

خارجہ پالیسی اور بین الاقوامی تعلقات میں ملکی مفاد کو ترجیح دی جائے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر **شجاع الدین شیخ** نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان ایک عرصہ سے امریکہ کے گھڑے کی مچھلی رہا ہے جس کا ملک و قوم کو معاشی، سیاسی اور معاشرتی سطح پر زبردست نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہم نہ صرف سیاسی اور معاشی سطح پر بلکہ ملکی سلامتی کے حوالے سے بھی وینٹی لیٹر پر ہیں اور معاشرتی سطح پر مسلسل پسپائی اختیار کر رہے ہیں۔ پھر یہ کہ بین الاقوامی تعلقات اور خارجہ پالیسی کے حوالے سے ہماری حیثیت یہ ہے کہ 5 ملکی اتحاد ''برکس'' (BRICS) اپنی توسیع کے منصوبے کے تحت جن ممالک کو شمولیت کی دعوت دے رہا ہے اُن میں پاکستان کا دور دور تک نام و نشان نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ چند برس کے دوران ہمارے برادر مسلم ممالک کے ساتھ تعلقات بھی صرف کشکول بھروانے کی حد تک محدود ہو چکے ہیں اور اس طرزِ عمل اور رویہ نے دنیا بھر میں ہمیں رسوا کر دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ امریکہ، چین اور روس جیسی طاقتوں کے ساتھ اپنے تعلقات کو متوازن بنایا جائے۔ پاکستان کو اپنی خارجہ پالیسی کا ازسرنو جائزہ لینا ہوگا۔ ملکی خودمختاری کو بنیاد بنا کہ کسی ایک ملک پر انحصار کو کم کرنا ہوگا۔ ہم عالمی سطح پر اپنے تعلقات کو خودمختاری، ملکی مفاد اور اپنے اسلامی تشخص کی بنیاد پر استوار کریں گے تو تب ہی ہمیں دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام امیر محترم کا خصوصی خطاب

بسلسلہ ”بقائے پاکستان ۔ نفاذِ عدلِ اسلام مہم“

19 اگست 2023ء بروز ہفتہ نماز مغرب سے قبل امیر محترم شجاع الدین شیخ ﷾ ناظم اعلیٰ ڈاکٹر سید عطاء الرحمٰن عارف اور نائب ناظم اعلیٰ شرقی زون پرویز اقبال کے ہمراہ حلقہ سرگودھا میں جاری مہم ”بقائے پاکستان ۔ نفاذِ عدلِ اسلام“ کے سلسلے میں خصوصی خطاب کے لیے تشریف لائے۔ امیر حلقہ رفیع الدین شیخ نائب امیر حلقہ ڈاکٹر جاوید اقبال اور صدر انجمن خدام القرآن سرگودھا مقبول حسین نے استقبال کیا۔ بعد نماز مغرب پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مفتی عبدالوہاب نے تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد محمد مُبشر نے ہدیہ نعت رسول ﷺ پیش کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہم نے مملکت پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کی اور اس کی بقا اور خوشحالی واستحکام بھی نفاذِ اسلام سے ہی مشروط ہے۔ لاکھوں قربانیوں کے بعد یہ ملک حاصل کیا گیا۔ رنگ، نسل اور زبان کی تفریق کے باوجود ایک کلمے کی بُنیاد پر اکٹھے ہوئے اور اس کے بعد یہاں اسلام کو نافذ نہ کر کے ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ غداری کے مرتکب ہوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر کے بغیر آزادی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مملکت خداداد میں آج معاشی، سیاسی اور معاشرتی مسائل کے انبار لگے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قرارداد مقاصد کے پاس ہوجانے کے بعد اگر تمام مکاتبِ فکر کے 31 جید علماء کی جانب سے متفقہ طور پر پیش کیے گئے 22 نکات کو بُنیاد بنا کر پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی طرف پیش رفت شروع ہوجاتی تو آج پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا۔ آج ہم آئی ایم ایف کے غلام ہیں اور معاشرتی سطح پر بے پردگی اور بے حیائی کا شکار ہیں۔ اگر ہم نے اپنی روش نہ بدلی تو خدانخواستہ یہ ملک کسی بڑے حادثہ کا شکار ہوسکتا ہے۔ اس کی بقا کا واحد راستہ یہی ہے کہ پہلے ہم اپنے وجود پر شریعت کو نافذ کریں، اس کی دعوت کو عام کریں اور اس کے بعد ایک پُرامن غیر مسلح تحریک کے ذریعے یہاں پر اسلام کے نفاذ کے لیے کوشش کریں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں صحیح فیصلہ کرنے اور پھر اس پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ مسنون دُعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں تقریباً ایک ہزار مہمانوں نے شرکت فرمائی۔ اس پروگرام میں حلقہ کی طرف سے مکتبہ کا سٹال بھی لگایا گیا تھا۔

(رپورٹ: ہارون شہزاد، ناظم نشرواشاعت حلقہ سرگودھا)

حلقہ ملاکنڈ میں مبتدی، ملتزم اور نقباء و ذمہ داران کے تربیتی کورسز

یہ تربیتی کورسز حلقہ ملاکنڈ کے پُرفضاء مقام گندیگار دیر اپر میں 17 سے 23 جولائی 2023 تک جاری رہے۔ گندیگار دریا پنجکوڑہ کے کنارے آباد قدرتی حسن سے مالا مال ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو چاروں طرف پھلدار درختوں میں گھرا ہوا ہے۔ ہر طرف ٹھنڈے پانی کی ندیاں دن رات بہتی ہیں۔ تمام کورسز کا کامیاب انعقاد ہوا۔ مقامی رفقاء اور احباب نے روایتی مہمان نوازی کا ثبوت پیش کیا۔ انہوں نے مسجد کے ساتھ ساتھ اپنے حجرے بھی اس نیک کام کے لیے پیش کیے۔ مندرجہ بالا تین مختلف کورسز بیک وقت جاری تھے۔ مبتدی تربیتی کورس میں 42 رفقاء جبکہ ملتزم تربیتی کورس میں 29 رفقاء شامل تھے جن میں پنجاب کے مختلف اضلاع لاہور، ملتان، سیالکوٹ اور کوٹ ادو سے آئے ہوئے رفقاء بھی موجود تھے۔ ذمہ داران تربیتی کورس میں حلقہ کے بیشتر یعنی 50 تک کے رفقاء نے اس نادر موقع سے فائدہ اٹھایا۔ ان کورسز کے لیے مرکز سے آئے ہوئے مدرسین جن میں شیر افگن، عبدالروف اور خورشید انجم صاحب شامل تھے۔ انہوں نے بہت محنت اور دلنشین انداز میں اپنے موضوعات پڑھائے۔ ان کورسز کے آخری دو دنوں میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم عطا الرحمن عارف نے بھی شرکت کی۔ موصوف نے حلقہ کی تنظیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیا اور رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ امیر حلقہ اور مقامی رفقاء کے شبانہ روز محنت نے ان کورسز کو کامیاب بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری ان مساعی کو اقامت دین کا ذریعہ بنائے۔

(رپورٹ: محمد سعید، ناظم نشرواشاعت)

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ملتان شہر کے دیرینہ بزرگ رفیق جناب عبدالقدیر قریشی علیل ہیں۔ برائے بیمار پرسی: 0300-6356466

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

ماہنامہ **میثاق** لاہور

غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں

تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

شمارہ ستمبر 2023ء، صفر المظفر ۱۴۴۵ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

☆ ”بقائے پاکستان: نفاذِ عدلِ اسلام“ ـــــ ایوب بیگ مرزا

☆ جنگ ستمبر: تجزیہ اور تجاویز ـــــ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

☆ برصغیر پاک وہند میں اسلام کی آمد ....(۲) ـــــ قیصر جمال فیاضی

☆ احیائی تحریکات کی عمر اور تنظیم اسلامی ـــــ عبدالرؤف

☆ توکل علی اللہ کی برکات ـــــ حافظ محمد اسد

☆ تکبر: اسباب وعلاج ـــــ احمد علی محمودی

☆ طلبہ کی کردار سازی ـــــ ڈاکٹر عامر عتیق صدیقی

☆ جنّتی کون، دوزخی کون؟ ـــــ پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

☆ اسکوفیلڈ بائبل ـــــ رضی الدین سید

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ”بیان القرآن“ باقاعدگی سے شائع ہورہا ہے!

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 40روپے ☆ سالانہ زرِتعاون (سادہ ڈاک) 400روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور، 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

more 'this-worldly' than 'other-worldly'. They are distinguished from other political and economic movements only in holding the Islamic way of life as a better solution to human problems than the systems of life enunciated by capitalistic democracy or communism. And this is tantamount to saying that the task of reviving the real values of Islam has yet not even started.

This is the reason why these Islamic revivalist movements are comparable to ships without anchors drifting to and from the waves. Quite often, they behave helplessly like a traveler who neither knows his destination, nor remembers his point of embarkation.

<u>Ref</u>: An excerpt from the English translation of the Book "اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام" byDr Israr Ahmad *(RAA)*; "ISLAMIC RENAISSANCE: The Real Task Ahead" [Translated by Dr. Absar Ahmad]

مشاہیر پاکستان کی ناقدری قابل مذمت

نان خطائی بسکٹ بنانے والی کمپنی نے اپنی پروڈکٹ کی تشہیر کے لیے بعض نامور شخصیات کی تصویریں نان خطائی نامی بسکٹ کے لفافے پر پرنٹ کروارکھی ہیں جن میں پاکستان کے قومی شاعراور مسلمانان برصغیر کے عظیم رہنما اور پیشوا جناب علامہ محمد اقبالؒ بھی شامل ہیں۔ استعمال کے بعد خالی لفافے گلیوں اور بازاروں میں پاؤں کے نیچے آتے ہیں۔ نان خطائی بسکٹ بنانے والی کمپنی سے التماس ہے کہ وہ اپنی پروڈکٹ کی تشہیر کرے لیکن کم ازکم مشاہیر پاکستان کی ناقدری تو نہ کرے۔ شاعرمشرق علامہ محمد اقبالؒ صرف پاکستان کے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں میں بستے ہیں، اپنی کاروباری منفعت کی خاطر عالم اسلام کی عظیم ہستی کی بے توقیری اور بے ادبی افسوسناک ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''مسجد جامع القرآن کمپلیکس، چیپونٹ نزد نیلورا اسلام آباد (حلقہ پنجاب شمالی)''میں
03تا09 ستمبر 2023ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

اور زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

08تا10 ستمبر 2023ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔
☆ اسلام کا انقلابی منشور (معاشی سطح پر) ☆ نجات کی راہ ،سورۃ العصر کی روشنی میں
زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0332-5151916 / 0321-9820246
051- 2751014 / 051-4866055

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-(042)35473375

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی شمالی، اورنگی ٹاؤن کے مبتدی رفیق محمد سجان وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-2974730

☆ حلقہ ملاکنڈ، بٹ خیلہ کے رفیق علی احمد کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0313-9734007

☆ سرگودھا غربی کے رفیق ڈاکٹر فرجاد افضل کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0332-4861459

☆ سرگودھا شرقی کے معاون تربیت احمد حیات کے تایا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0309-8270783

☆ حلقہ کراچی شمالی، فیڈرل ایریا کے نقیب عبدالسمیع کے تایا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-2341060

☆ حلقہ ملتان، گل گشت کے امیر محترم عمر عبدالرزاق کے تایا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-4004389

☆ بہاول پور تنظیم کے رفیق محمد ظفر کے داماد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-6364305

☆ تنظیم اسلامی ملتان شہر کے رفیق جناب محمد شفیق احمد کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0325-0666624

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

The Movements for 'Islamic Renaissance' and their Misconceived Notion of Faith (II)

It is an outcome of this very standpoint that the practice of the Islamic faith has come to be regarded as synonymous with the State, and worship *(Ibadah)* simply equivalent to obedience *(Ita'ah)*. The Prophet's *(SAAW)*statement that prayer *(Salat)* is the spiritual ascension of the believer is completely disregarded.

The Prophet's *(SAAW)* saying:

((جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)) (رواہ احمد و النسائی: عن انس)

means that I find inner comfort in *Salat*, i.e., the prayer offered five times a day.

The attachment of the human soul to prayer to the degree that it becomes the only source of inner happiness and peace is nowhere to be seen. Contrary to this, the more progressive elements have identified the canonical prayer with the social order of the community. Some others assign importance to it only in so far as it is a comprehensive method for the organization of the Muslim community. The power of Zakat, the annual poor due, to develop and purify the soul is regarded as secondary to its role in the Islamic economic system or national welfare scheme. Fasting is commonly said to be an exercise in self-control, but its potency to vitalize the soul by relaxing the shackle of the corporeal body upon it is either not fully realized or left unexpressed. The Prophet's*(SAAW)* saying,"Fasting is a shield", is often reiterated in religious writings and sermons and a good deal of time is spent in its explanation. However, the holy tradition that "Fasting is for the pleasure of Allah *(SWT)* and He will Himself grant its Reward", is mentioned briefly and cursorily if at all. Similarly, it is common knowledge about Pilgrimage that this provides the pivot of worship around which a vast universal brotherhood is organized. But its deeper religious significance and the spiritual blessings it brings are seldom expressed.

This new interpretation of Islam is a direct result of the universal domination of Western philosophical thought which has completely secularized the point of view of Muslims. Consequently, the soul and its inner life is wholly discarded in favor of the affairs of worldly life which constitute the sole object of thought and reflection. This has resulted in a materialistic interpretation of faith and religion. Though at the theoretical level it is said that Islam is a comprehensive system of human welfare, concerned with both this world and the Hereafter. However, since their eyes are firmly fixed on the problems of this-worldly existence, Islam, in the final analysis, is reduced to a political and social system. Theological beliefs are considered as no more than a 'veil', a facade, or an outer crust. The real mission they have set for themselves is the enforcement of this system of life and conduct. The yearning for communion with Allah *(SWT)*, His adoration andhumble supplication before Him, which are the real essence of worship, are relegated to a peripheral status.

The import of all these movements is more social and political than religious. They are

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.33
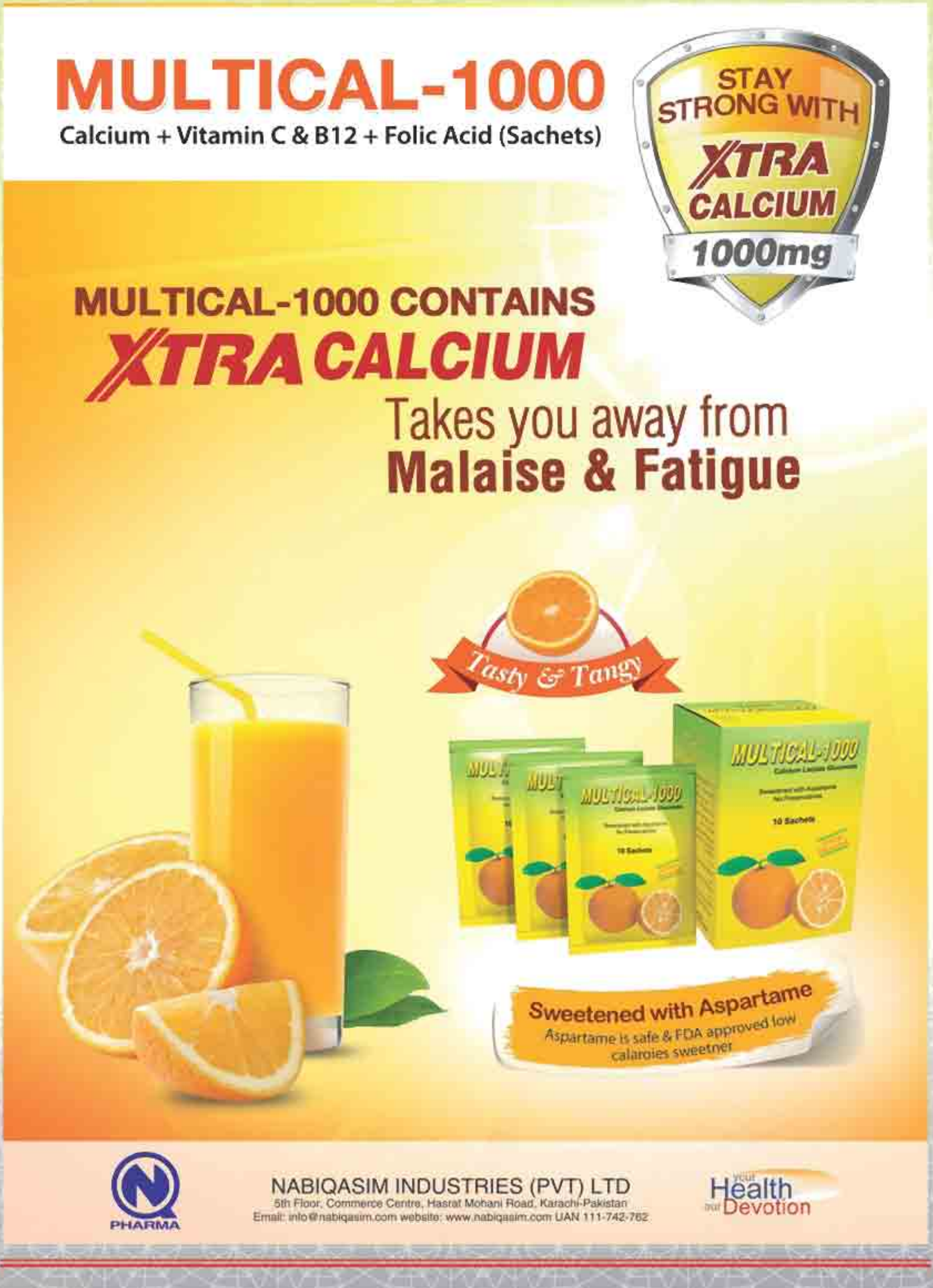
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore